

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آیت ۹۴

بدترین منافقوں کا ذکر

وہ عذر پیش کریں گے تمہارے سامنے جب تم لوٹو گے اُن کی طرف	یَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ
اے نبی! فرمائیے مت عذر پیش کرو	قُلْ لَا تَعْتَذِرُوا
ہم ہر گز نہ مانیں تمہاری باتیں	لَنْ نُؤْمِنَ لَكُمْ
یقیناً خبردار کر چکا ہے ہمیں اللہ تمہارے حالات سے	قَدْ نَبَأَ اللَّهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ
اور ابھی دیکھے گا اللہ تمہارا عمل اور اُس کا رسول	وَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ
پھر تم لوٹائے جاؤ گے چھپی اور ظاہری باتیں جاننے والے کی طرف	ثُمَّ تَرْدُّونَ إِلَىٰ عِلْمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ
پھر وہ بتادے گا تمہیں جو کچھ تم کرتے رہے ہو۔	فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۹۴﴾

کچھ منافقین نے تبوک روانگی سے پہلے ہی جھوٹے بہانے کر کے جہاد میں شرکت سے رخصت لے لی تھی۔ بدترین منافق وہ تھے جن کا گمان تھا کہ مسلمان وقت کی بڑی طاقت رومیوں سے لڑنے جا رہے ہیں۔ وہ انہیں نیست و نابود کر دیں گے۔ معاذ اللہ نبی ﷺ واپس آہی نہ سکیں گے لہذا کوئی عذر پیش کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ جب آپ ﷺ سرخرو ہو کر مدینہ واپس آ گئے تو اب وہ بد بخت منافقین جھوٹی معذرتیں لے کر آئے۔ ان آیات میں آپ ﷺ کو تلقین کی گئی کہ ان منافقین کو بتادیں کہ تمہارے بہانے جھوٹے ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے تمہاری حقیقت بتادی ہے۔ ہم تم پر اعتبار نہیں کریں گے۔ اب تمہارا آئندہ کا

طرزِ عمل اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ دیکھیں گے۔ اگر تم نے توبہ کر لی تو سابقہ جرائم معاف کر دیے جائیں گے۔ اگر سابقہ روش پر اڑے رہے تو برے انجام سے دوچار ہو گے۔

آیات تا

بدترین منافقوں کی مذمت

سَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَكُمْ	عن قریب وہ قسمیں کھائیں گے اللہ کی تمہارے سامنے
اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ	جب تم لوٹو گے اُن کی طرف
لَتَعْرِضُوْا عَنْهُمْ	تاکہ تم صرفِ نظر کرو اُن سے
فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ	تو صرفِ نظر کرو اُن سے
اِنَّهُمْ رِجْسٌ	یقیناً وہ ناپاک ہیں
وَمَا لَهُمْ جَهَنَّمَ	اور اُن کا ٹھکانا جہنم ہے
جَزَاءٌ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٩٥﴾	بدلہ ہے اُس کا جو وہ کمایا کرتے تھے۔
يَحْلِفُونَ لَكُمْ	وہ قسمیں کھاتے ہیں تمہارے سامنے
لَتَرْضَوْا عَنْهُمْ	تاکہ تم راضی ہو جاؤ اُن سے
فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ	پس اگر تم راضی بھی ہو جاؤ اُن سے
فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٩٦﴾	تو بے شک اللہ راضی نہیں ہو گا نافرمان قوم سے۔

ان آیات میں آگاہ کیا گیا جو منافقین سفرِ تبوک سے واپسی پر جھوٹے عذر لے کر آئے ہیں، اُن کا مقصد اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا

نہیں بلکہ مومنوں کو راضی کرنا اور ان سے معذرت کر کے اپنے سفرِ توبہ میں عدم شرکت کے جرم پر معافی حاصل کرنا ہے۔ اس طرح وہ مومنوں سے تعلقات بحال رکھ کر معاشی و کاروباری فوائد حسبِ سابق جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ مومنوں کو حکم دیا گیا کہ ان سے منہ ہی نہ لگاؤ۔ یہ گندگی ہیں اور ان کا ٹھکانا جہنم کی دہکتی ہوئی آگ ہے۔ اگر تم ان سے راضی ہو گئے تو بھی اللہ تعالیٰ ہر گز ان فاسقوں سے راضی نہیں ہوگا۔

آیات تا

اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والے دو کردار

اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَنِفَاقًا	دیہاتی لوگ زیادہ سخت ہیں کفر اور نفاق میں
وَاجْدُرُ الْاِلَّا یَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ	اور اسی لائق ہیں کہ نہ جانیں اُن حدود کو جو نازل کیے ہیں اللہ نے اپنے رسول پر
وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ﴿۹۷﴾	اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔
وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ یَّتَّخِذُ مَا یُنْفِقُ مَغْرَمًا	اور دیہاتیوں میں سے ایسے بھی ہیں جو سمجھتے ہیں اُسے جو وہ خرچ کرتے ہیں (اللہ کی راہ میں) تاوان
وَّیَتَرَبَّصُّ بِکُمُ الدَّوَّابِرَۃَ	اور انتظار کر رہے ہیں تم پر زمانے کی گردشوں کا
عَلِیْہُمْ ذَاۤیْرَةُ السَّوْءِ	انہی پر ہے بری گردش
وَاللّٰهُ سَبِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۹۸﴾	اور اللہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔
وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ	اور دیہاتیوں میں سے وہ بھی ہیں جو ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور آخرت کے دن پر

وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرْبًا إِلَى اللَّهِ وَصَلَاتِ الرَّسُولِ	سمجھتے ہیں اُسے جو وہ خرچ کرتے ہیں (اللہ کی راہ میں) اللہ کے ہاں قربت اور رسول کی دعائیں لینے کا ذریعہ
إِلَّا إِلَهُهَا قُرْبَةً لَهُمْ	سن لو! بے شک یہ خرچ کرنا قربت کا ذریعہ ہے اُن کے لیے
سَيَدْخِلُهُمُ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ	عن قریب داخل کرے گا انہیں اللہ اپنی رحمت میں
إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝۹۹	بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والے دو کرداروں کا ذکر ہے:

- i. مدینہ کے گرد بسنے والے دیہاتیوں میں سے کچھ لوگ قریش پر مسلمانوں کے غلبہ کے بعد مجبوراً مسلمان ہوئے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیے جانے والے انفاق اور زکوٰۃ کو ایک چٹی اور تاوان سمجھتے ہیں اور مسلمانوں کے لیے ناکامی اور تباہی کی خواہش رکھتے ہیں۔ اس محرومی کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تعلیمات سے ناواقف ہیں۔ اگر وہ مدینہ آکر ان تعلیمات کو سمجھتے تو آخرت کے اجر کے لیے دنیا میں سب کچھ لٹانے کو اپنے لئے باعثِ سعادت سمجھتے۔
- ii. دیہاتیوں میں سے وہ بھی ہیں جو دل سے ایمان لائے ہیں۔ وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے ایسے باسعادت لوگ ہیں جو اپنے انفاق فی سبیل اللہ کو اللہ تعالیٰ کی قربت اور نبی اکرم ﷺ کی دعاؤں کے حصول کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ آگاہ کیا گیا کہ بلاشبہ اُن کا انفاق اللہ تعالیٰ کی قربت کا ذریعہ ہے۔ عن قریب اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت میں داخل فرمائے گا۔

آیت ۱۰۰

صحابہ کرامؓ کی پیروی... اللہ کی رضا اور جنت کے حصول کا ذریعہ

وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ	اور سبقت کرنے والے پہلے لوگ مہاجرین اور انصار
---	---

میں سے	
اور وہ لوگ جنہوں نے پیروی کی اُن کی عہدگی سے	وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ
راضی ہو گیا اللہ اُن سے	رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ
اور وہ راضی ہو گئے اُس سے	وَرَضُوا عَنْهُ
اور اُس نے تیار کر رکھے ہیں اُن کے لیے باغ بہتی ہیں جن کے نیچے نہریں	وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
وہ رہنے والے ہیں اُن میں ہمیشہ ہمیشہ	خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا
یہی ہے شان دار کامیابی۔	ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿۱۱﴾

اس آیت میں اُن مہاجر اور انصاری صحابہ کرامؓ کی تحسین کی گئی جنہوں نے اول اول اسلام قبول کرنے میں سبقت کی اور مال و جان سے اس دین حق کا بھرپور ساتھ دیا۔ پھر اُن سعادت مندوں کی مدح کی گئی جنہوں نے اول اول سبقت کرنے والوں کی بڑی عہدگی سے پیروی کی۔ ان سب کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت کے حصول کی بشارت دی گئی۔ گویا یہ آیت تمام صحابہ کرامؓ کو ابدی کامیابی کی بشارت دے رہی ہے خواہ وہ اولین ہوں یا آخرین۔ پھر یہ بشارت اُن سلف صالحین کے لیے بھی ہے جو صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی صحابہ کرامؓ کی عہدگی کے ساتھ پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! آج کے روشن خیال دانش ور خود کو بڑا ذہین و فہیم اور سلف صالحین کو کم عقل اور کم فہم قرار دیتے ہیں۔ اُن کی پیروی کی بجائے اپنی آراء سے نئے نئے اجتہادات کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان دانش وروں کے شر سے محفوظ فرمائے اور اسلاف کی راہ سے چمٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! بقول اقبال۔

زا اجتہادِ عالمانِ کم نظر

اقتدا بر رفتگان محفوظ تر

آیت منافقین کے لیے دُہرا عذاب

اور تمہارے آس پاس بسنے والے دیہاتیوں سے کچھ منافق ہیں	وَمِمَّنْ حَوْلَكُم مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنْفِقُونَ
اور کچھ مدینہ والوں میں سے بھی	وَمِنَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ
اڑے ہوئے ہیں نفاق پر	مَرْدُوا عَلَى النَّفَاقِ
تم نہیں جانتے انہیں	لَا تَعْلَمُهُمْ
ہم جانتے ہیں انہیں	نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ
عن قریب ہم عذاب دیں گے انہیں دو مرتبہ	سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ
پھر وہ لوٹائے جائیں گے بڑے عذاب کی طرف۔	ثُمَّ يَرَدُّونَ إِلَىٰ عَذَابٍ عَظِيمٍ ﴿۱۱﴾

اس آیت میں اہل ایمان کو آگاہ کیا گیا کہ تمہاری صفوں میں منافقین ہیں جنہیں اپنی جانیں اور مال، اللہ تعالیٰ کے دین اور اُس کے لیے محنت سے زیادہ عزیز ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر اس دنیا میں دو طرح کے عذاب مسلط کرے گا۔ یہ دنیا میں بار بار اپنی بزدلی کی وجہ سے ذلت و رسوائی سے دوچار ہوں گے اور روحانی سکون سے محروم ہو جائیں گے۔ پھر اذیت ناک موت کا سامنا کرتے ہوئے عذابِ قبر میں مبتلا ہوں گے۔ اس کے بعد آخرت میں انہیں بدترین سزا کا سامنا کرنا ہوگا۔

آیات تا

غزوہ تبوک میں عدم شرکت پر اظہارِ ندامت کرنے والے دو گروہ

وَآخِرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ	اور کچھ دوسرے ہیں جنہوں نے اعتراف کیا اپنے گناہوں کا
خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا	انہوں نے ملا جلادیا ہے ہیں کچھ اچھے اور کچھ برے عمل
عَسَى اللَّهُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ	امید ہے اللہ سے کہ نظرِ کرم فرمائے گا ان پر
إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٠﴾	بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔
خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً	اے نبی! لیجئے ان کے مال میں سے صدقہ
تُطَهِّرُهُمْ	تاکہ آپ پاک کریں انہیں
وَتُزَكِّيَهُمْ بِهَا	اور تزکیہ کریں ان کا اس کے ذریعہ
وَصَلِّ عَلَيْهِمْ	اور دعا فرمائیے ان کے حق میں
إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ	بے شک آپ کی دعا تسکین کا باعث ہے ان کے لیے
وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿١١﴾	اور اللہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔
أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ	کیا وہ نہیں جانتے کہ بے شک اللہ ہی توبہ قبول فرماتا ہے اپنے بندوں کی
وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ	اور لیتا ہے صدقات کو

اور بے شک اللہ ہی بہت توبہ قبول کرنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔	وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۳﴾
اور فرمائیے عمل کرتے رہو	وَقُلْ اَعْمَلُوا
پس دیکھے گا اللہ تمہارے عمل کو	فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ
اور اُس کا رسول اور مومن	وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ
اور عن قریب تم لوٹائے جاؤ گے چھپی اور ظاہر باتیں جاننے والے کی طرف	وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰی عَلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ
پھر وہ بتا دے گا تمہیں جو کچھ تم کرتے رہے ہو۔	فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۱۰۴﴾
اور کچھ دوسرے ہیں جنہیں انتظار کرایا جا رہا ہے اللہ کے حکم کا	وَ اٰخَرُونَ مُّرْجُونَ لِاَمْرِ اللّٰهِ
یا تو وہ عذاب دے گا انہیں اور یا نظرِ کرم فرمائے گا ان پر	اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوبُ عَلَيْهِمْ
اور اللہ خوب جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔	وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰۵﴾

ان آیات میں اُن دو گروہوں کا ذکر ہے جو غزوہ تبوک میں بغیر کسی شرعی عذر کے شرکت سے محروم رہے لیکن انہیں اپنی اس محرومی پر شدید احساسِ ندامت تھا۔ ان میں سے ایک گروہ نے نبی اکرم ﷺ کی واپسی سے قبل ہی خود کو سزا دے دی اور مسجدِ نبوی ﷺ میں خود کو ستونوں سے باندھ لیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہے کہ اپنے گناہوں کی تلافی کے لیے صدقہ و خیرات دو۔ آئندہ تمہارے طرزِ عمل کو اللہ تعالیٰ، اُس کے رسول ﷺ اور اہل ایمان دیکھیں گے لہذا احتیاط کرو۔ دوسرے گروہ میں تین صحابہ کرامؓ تھے۔ حضرت کعب بن مالکؓ، حضرت مرارة بن ربیعؓ اور ہلال بن امیہؓ۔ انہوں نے خود کو سزا تو نہ دی لیکن آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں آکر اپنی

کو تاہی کا اعتراف کیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں سزا دی گئی اور تمام مسلمانوں کو ان سے تعلقات منقطع کرنے کا حکم دیا گیا۔ یہ سزا پچاس روز تک جاری رہی۔ پھر اسی سورہ مبارکہ کی آیت میں ان کی توبہ قبول کرنے کا اعلان کر دیا گیا۔

آیات تا

مسجدِ قبا کی عظمت اور نام نہاد مسجدِ ضرار کی مذمت

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا	اور وہ لوگ جنہوں نے بنائی ہے مسجد نقصان پہنچانے کے لیے
وَكُفْرًا	اور کفر کرنے کے لیے
وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ	اور پھوٹ ڈالنے کے لیے مومنوں کے درمیان
وَارْصَادًا لِّلْمَن حَادَبَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ مِنْ قَبْلُ	اور گھات لگانے کی جگہ بنائی اُس کے لیے جو لڑتا رہا ہے اللہ اور اُس کے رسول سے پہلے سے
وَلِيَحْلِفْنَ اِنْ اَرَدْنَا اِلَّا الْحُسْنٰى	اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ نہیں ارادہ کیا ہم نے مگر بھلائی کا
وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿۱۷﴾	اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔
لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا	اے نبی! آپ نہ کھڑے ہوں اس میں کبھی بھی
لَمَسْجِدٍ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ	یقیناً وہ مسجد جس کی بنیاد رکھی گئی تقویٰ پر پہلے ہی دن سے
اَحَقُّ اَنْ تَقُومَ فِيْهِ	زیادہ حق دار ہے کہ آپ کھڑے ہوں اُس میں

اُس میں ایسے لوگ ہیں جو پسند کرتے ہیں کہ وہ پاک رہیں	فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا
اور اللہ پسند کرتا ہے پاک رہنے والوں کو۔	وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهَّرِينَ ﴿۱۰﴾

ان آیات میں اہل ایمان کو آگاہ کیا گیا کہ منافقین نے ایک نام نہاد مسجد بنائی ہے تاکہ اُسے بد بخت ابو عامر راہب کی خلاف اسلام سازشوں کا مرکز بنائیں۔ اسلام سے قبل ابو عامر راہب کی مذہبی چودھراہٹ مدینہ میں قائم تھی۔ نبی اکرم ﷺ کی مدینہ آمد سے اُس کا اصل کردار بے نقاب ہو گیا اور لوگ مذہب کے پردے میں اُس کی دھوکا دہی سے واقف ہو گئے۔ وہ جوش انتقام میں پہلے مکہ گیا اور پھر وہاں سے رومی سلطنت میں جا کر آباد ہوا تاکہ مسلمانوں کے خلاف سازشیں کر سکے۔ منافقین نے اُس کے ایک مورچہ کے طور پر مسجد کی سی ایک صورت بنائی جس کی قرآن نے "مسجد ضرار" (نقصان پہنچانے والی مسجد) کے نام سے مذمت کی۔ نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ ہر گز اس نام نہاد مسجد میں نماز نہ پڑھیں۔ اس کے قریب ہی اسلام کی پہلی مسجد "مسجد قبا" ہے جو اول روز سے تقویٰ کی بنیاد پر قائم ہے۔ آپ ﷺ وہاں نماز پڑھیں۔ اس مسجد کے نمازی طہارت کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں۔ طہارت کے لیے ڈھیلے اور پھر پانی کا استعمال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی پاک باز ہستیوں سے محبت فرماتا ہے۔

آیات تا

منافقانہ کردار کی ہلاکت خیزی

تو کیا وہ جس نے بنیاد رکھی اپنی عمارت کی تقویٰ پر اللہ کی طرف سے اور رضامندی پر	أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ تَقْوَىٰ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ
بہتر ہے یا وہ جس نے بنیاد رکھی اپنی عمارت کی گر جانے والی کھائی کے کنارے پر؟	خَيْرٌ أَمْ مَّنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ شَفَا جُرُفٍ هَارٍ

فَاَنْهَارٍ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ	پس وہ لے گراؤں سے جہنم کی آگ میں
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿١٥﴾	اور اللہ ہدایت نہیں دیتا ظالم لوگوں کو۔
لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِي بَنَوْا	ہمیشہ رہے گی ان کی عمارت جو انہوں نے بنائی
رِيبَةً فِي قُلُوبِهِمْ	شک ڈالنے والی ان کے دلوں میں
إِلَّا أَنْ تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ	مگر یہ کہ پارہ پارہ ہو جائیں ان کے دل
وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٦﴾	اور اللہ خوب جاننے والا، کمال حکمت والا ہے۔

یہ آیات دو کرداروں کا موازنہ کر رہی ہیں۔ ایک مومنانہ کردار ہے جس کی تعمیر مضبوط بنیاد یعنی اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کے احساس، تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول پر ہوتی ہے۔ یہ کردار پائے دار، لائق تحسین اور دانش مندی کا مظہر ہے۔ دوسرا کردار منافقانہ ہے جو ایک کھوکھلی بنیاد یعنی اللہ تعالیٰ کو دھوکا دینے کی کوشش پر کھڑا ہوتا ہے۔ یہ کردار انسان کو تباہی و بربادی کی ایسی کھائی میں گراتا ہے جہاں سے نکلنا کبھی ممکن نہیں ہوتا۔ منافقانہ مکر و فریب سے بے ایمانی کا روگ اس طرح دلوں کے ریشے ریشے میں پیوست ہو جاتا ہے کہ جب تک دل باقی رہتے ہیں یہ روگ بھی ان میں موجود رہتا ہے۔ ایک شخص علانیہ بت خانہ بنائے، یا حق سے لڑنے کے لیے کھلم کھلا مورچہ لگائے، اُس کی ہدایت تو کسی نہ کسی وقت ممکن ہے، کیونکہ اُس کے اندر اخلاقی جرات کا وہ جوہر موجود ہے جو حق پرستی کے لیے بھی اسی طرح کام آسکتا ہے جس طرح باطل پرستی کے کام آتا ہے۔ لیکن جو مکار انسان کفر کی تقویت کے لیے مسجد بنائے اور حق سے لڑنے کے لیے خدا پرستی کا پر فریب لبادہ اوڑھے، اُس کی سیرت کو تو نفاق کی دیمک کھا چکی ہوتی ہے۔ اُس میں یہ طاقت ہی کہاں باقی رہ سکتی ہے کہ مخلصانہ ایمان کا بوجھ سہار سکے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس عارضی زندگی میں منافقانہ روش سے بچنے اور مومنانہ روش پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت

کلمہ پڑھنے والا اللہ تعالیٰ سے ایک عہد کر چکا ہے

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ	یقیناً اللہ تعالیٰ نے خرید لی ہیں مومنوں سے اُن کی جانیں اور اُن کے مال
بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ	اِس کے بدلہ کہ اُن کے لیے جنت ہے
يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	وہ لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں
فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ	پس قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں
وَعَدًا عَلَيْهِ حَقًّا	یہ وعدہ ہے اُس کے ذمہ
فِي التَّوْرَةِ وَالْانْجِيلِ وَالْقُرْآنِ	تورات اور انجیل اور قرآن میں
وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ	اور کون ہے زیادہ پورا کرنے والا اپنے وعدہ کو اللہ سے بڑھ کر؟
فَاَسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ	پس خوش ہو جاؤ اپنے اُس سودے پر جو تم نے کیا ہے اُس سے
وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱﴾	اور یہی شان دار کامیابی ہے۔

اِس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ کلمہ پڑھ کر بندہ مومن اللہ تعالیٰ سے ایک عہد کرتا ہے۔ اِس عہد کی رُو سے وہ اپنا مال و جان اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیتا ہے اور وہ اُسے اِس کے بدلہ میں جنت عطا فرمائے گا۔ اب اگر مومن مال و جان اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف استعمال کرے گا تو یہ بد عہدی اور امانت میں خیانت ہے۔ اِسی لیے ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

لَا إِيمَانَ لِّسِنٍ لَا آمَانَةَ لَهُ وَلَا دِينَ لِّسِنٍ لَا عَهْدَ لَهُ (بیہقی، احمد)

"جو امانت کی پاسداری نہیں کرتا اُس کا ایمان ہی نہیں" اور جو وعدہ پورا نہیں کرتا اُس کا کوئی دین نہیں۔"

بندہ مومن کے اس امتحان کی علامہ اقبال نے کیا خوب ترجمانی کی ہے کہ۔

چوں می گویم مسلمانم بہ لرزم

کہ دامن مشکلات لا الہ را

"جب میں کہتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں تو کانپ جاتا ہوں۔ اس لیے کہ میں جانتا ہوں کہ لا الہ الا اللہ کے تقاضے کیا ہیں۔"

اس آیت میں مزید فرمایا کہ عہد کی پاسداری کرنے والے مومن اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں۔ دین کے دشمنوں کو قتل کرتے ہیں اور خود بھی جام شہادت نوش کرتے ہیں۔ گویا ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم دین کی خدمت کی اُس راہ پر چلیں جو ہمیں بالآخر دین کے دشمنوں سے تصادم کی طرف لے جائے۔ رسول اکرم ﷺ نے پندرہ برس تک محنت کی، دعوت کے ذریعے ایک جماعت بنائی، اُسے منظم کیا، اُس کی تربیت کی اور پھر بدر کے میدان میں باطل سے ٹکرا دیا۔ غیر جماعتی زندگی بسر کرنے سے یہ مرحلہ کبھی نہیں آسکتا۔ اللہ تعالیٰ سے عہد کو نبھانے کے لیے ہم پر اُسوہ رسول اکرم ﷺ کی پیروی لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا جنت دینے کا وعدہ ادھار کا ہے لہذا شکوک و شبہات کے ازالہ کے لیے فرمایا کہ یہ وعدہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ اس وعدہ کا ذکر تمام آسمانی کتابوں میں ہے اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اپنا عہد پورا کرنے والا کون ہے؟ پس مومنوں کو اللہ تعالیٰ سے کیے گئے اس سودے پر خوشیاں منانی چاہئیں۔ یہ ہی اصل کامیابی اور نفع کا سودا ہے۔ سودے کے لیے اس آیت میں بیع کا لفظ ہے جس سے بیعت کی اصطلاح بنی ہے۔ بیع اللہ تعالیٰ سے ہے لیکن اس کے لیے بیعت (hand shake) اللہ کے رسول ﷺ کے ہاتھ پر ہوتی ہے۔ اسی لیے سورہ فتح آیت نمبر میں فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ

"بے شک اے نبی ﷺ جو لوگ آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں، وہ درحقیقت اللہ سے بیعت کر رہے ہیں۔"

حق و باطل کا معرکہ قیامت تک جاری رہے گا۔ نبی اکرم ﷺ کے بعد باطل کے خلاف منظم جدوجہد کے لیے اب بیعت کسی ایسے اُمتی کے ہاتھ پر ہوگی جس کے خلوص و اخلاص 'دیانت اور قیادت کی صلاحیت پر اعتماد ہو۔ البتہ یہ حقیقت پیش نظر رہے کہ اصل عہد اُس اُمتی سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے ہے۔ باطل کے خلاف کامیابی کے لیے منظم جدوجہد ضروری ہے۔ اس کے لیے تنظیم کے قیام کی منصوص اور مسنون اساس بیعت ہی ہے۔

آیت ۱۱۲

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کے اوصاف

وہ ہیں توبہ کرنے والے	التَّائِبُونَ
بندگی کرنے والے	الْعَبِدُونَ
شکر کرنے والے	الْحَمِيدُونَ
لذات دنیوی سے کنارہ کشی کرنے والے	السَّائِحُونَ
رکوع کرنے والے	الرَّكَعُونَ
سجدہ کرنے والے	السَّجِدُونَ
نیکی کا حکم دینے والے	الْأَمْرُونَ بِالْمَعْرُوفِ
اور برائی سے روکنے والے	وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ
اور حفاظت کرنے والے اللہ کی حدود کے	وَالْحَافِظُونَ لِحُدُودِ اللَّهِ
اور خوش خبری سنا دیجیے مومنوں کو۔	وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۱۲﴾

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کے اوصاف بیان کیے گئے ہیں:

- i. وہ بار بار اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ واستغفار کرنے والے ہیں۔
- ii. وہ پوری زندگی میں ذوق و شوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنے والے ہیں۔
- iii. وہ کثرت سے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر بجالانے والے ہیں۔
- iv. وہ اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر آسائشوں اور دنیوی لذتوں سے کنارہ کشی کرتے ہیں تاکہ باہر نکل کر اللہ تعالیٰ کے دین کی تبلیغ و جہاد کر سکیں اور اعلیٰ دنیوی آسائشوں کے حصول کی بجائے آخرت کی کامیابی کے حصول کے لیے تن من دھن لگا سکیں۔
- v. وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھکنے اور عاجزی اختیار کرنے والے ہیں۔
- vi. وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے سامنے بالکل ہی بچھ جانے والے اور سر بسجود ہونے والے ہیں۔
- vii. وہ نیکیوں کو پھیلانے والے ہیں۔
- viii. وہ برائیوں سے روکنے والے ہیں۔
- ix. وہ اللہ تعالیٰ کی حدود کو قائم کرنے اور پھر ان حدود اور دیگر شعائرِ دینی کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

آیات تا

مشرکین کے لیے بخشش کی دعا مانگنا جائز نہیں

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا	نہیں ہے مناسب نبیؐ کے لیے اور نہ اُن لوگوں کے لیے جو ایمان لائے
أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ	کہ وہ بخشش مانگیں مشرکوں کے لیے
وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ	اور اگرچہ وہ ہوں قرابت والے

مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ	اس کے بعد کہ خوب واضح ہو گیا اُن کے لیے
أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿١٣﴾	کہ بے شک وہ دوزخ والے ہیں۔
وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ	اور نہ تھا بخشش مانگنا ابراہیمؑ کا اپنے والد کے لیے
إِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ	مگر ایک وعدے کی وجہ سے جو اُنہوں نے کیا تھا اُس سے
فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ	پھر جب واضح ہو گیا اُن پر کہ وہ دشمن ہے اللہ کا
تَبَرَّأَ مِنْهُ	وہ بے زار ہو گئے اُس سے
إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ﴿١٤﴾	بے شک ابراہیمؑ یقیناً بڑے ہی نرم دل، بردبار تھے۔

ان آیات میں آگاہ کیا گیا کہ مشرکین کے لیے بخشش کی دعا کرنا جائز نہیں خواہ وہ قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں۔ شرک کا گناہ ناقابل معافی ہے اور شرک کرنے والے جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ مشرک اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان کا تقاضا ہے کہ اُس کا دشمن ہمارا دشمن اور اُس کا دوست ہمارا دوست ہونا چاہیے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کا دشمن اور کھلم کھلا باغی ہو، اُس کے ساتھ ہمدردی و محبت رکھنا اور اُس کے جرم کو قابل معافی سمجھنا نہ صرف یہ کہ اصولاً غلط ہے بلکہ اس سے خود ہماری اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری بھی مشتبہ ہو جاتی ہے۔ اور اگر ہم محض اس بنا پر کہ وہ ہمارا رشتہ دار ہے، یہ چاہیں کہ اُسے معاف کر دیا جائے، تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ہمارے نزدیک رشتہ داری کا تعلق اللہ تعالیٰ کی وفاداری سے زیادہ قیمتی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کو جب اُن کے والد نے گھر سے نکلنے کا حکم دیا تھا تو اُنہوں نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنے والد کی بخشش کے لیے دعا کریں گے۔ البتہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو بتا دیا کہ آپ کا والد اللہ تعالیٰ کا دشمن تھا اور شرک کرتے ہوئے ہی موت سے دوچار ہوا ہے تو حضرت ابراہیمؑ نے اپنے والد سے لا تعلقی کا اظہار کیا اور اُس کے لیے دعا کرنا ترک کر دیا۔

آیات تا

اللہ تعالیٰ کسی کو زبردستی گم راہ نہیں کرتا

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا	اور نہیں ہے اللہ ایسا کہ وہ گمراہ کرے کسی قوم کو
بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ	اس کے بعد کہ وہ ہدایت دے چکا ہو انہیں
حَتَّىٰ يَبَيِّنَ لَهُم مَّا يَتَّقُونَ	یہاں تک کہ وہ واضح کر دے ان کے لیے وہ کچھ جس سے وہ بچیں
إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝۱۱۵	بے شک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔
إِنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ	بے شک اللہ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی
يُحْيِي وَيُمِيتُ	وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے
وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۝۱۱۶	اور نہیں ہے تمہارے لیے اللہ کے سوا کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار۔

ان آیات میں بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کسی گروہ کو زبردستی گم راہ نہیں کرتا بلکہ اُن پر حق کو واضح کرنے کا پورا اہتمام فرماتا ہے۔ وہ صحیح طریق فکر و عمل انبیاء اور کتابوں کے ذریعہ سے واضح طور پر پیش کر دیتا ہے۔ جو لوگ اس طریقے پر چلنا چاہیں، انہیں اس کی توفیق بخشتا ہے۔ جو اس طریقے کے خلاف چلنے پر اصرار کریں، انہیں ڈھیل دیتا ہے کہ وہ چلیں اُسی راہ پر جس پر وہ خود چلنا چاہتے ہیں۔ بلاشبہ وہ واضح اور ثابت کر چکا ہے کہ آسمان و زمین میں تمام اختیارات اُسی کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ زندگی اور موت بھی اُسی

کے ہاتھ میں ہے۔ اُس کے مقابلے میں کوئی کسی کی مدد نہیں کر سکتا۔ اس کے باوجود جو لوگ شرک و گمراہی کا راستہ اختیار کرتے ہیں، وہ اپنی جانوں پر خود ہی ظلم کرتے ہیں۔

آیت

نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ پر اللہ تعالیٰ کی نظرِ کرم

لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ	یقیناً نظرِ کرم فرمائی اللہ نے نبیؐ پر
وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ	اور اُن مہاجرین اور انصار پر
الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ	جنہوں نے پیروی کی نبیؐ کی مشکل گھڑی میں
مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ	اس کے بعد کہ قریب تھا کہ ٹیڑھے ہو جائیں دل ایک گروہ کے اُن میں سے
ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ	پھر اللہ نے نظرِ کرم فرمائی اُن پر
إِنَّهُ بِهِمْ رَعُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿١٤﴾	بے شک وہ اُن پر بہت مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اس آیت میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے نظرِ کرم فرمائی اپنے نبی ﷺ پر اور اُن مہاجر و انصار صحابہؓ پر جنہوں نے تبوک کی مشکل گھڑی میں نبی اکرم ﷺ کا بھرپور ساتھ دیا۔ ایک ایسا موقع کہ جس میں کئی مشقتیں ایک ساتھ جمع ہو گئی تھیں۔ سخت گرمی، طویل مسافت، قحط سالی، خوراک کی وہ قلت کہ ایک کھجور دو مجاہدین کے لیے روزانہ کاراشن، سوار یوں کی ایسی کمی کہ دس مجاہدین باری باری ایک اونٹ پر بیٹھتے تھے اور مقابلہ تھا وقت کی عظیم طاقت سے۔ ان کٹھن مشکلات کو دیکھ کر کچھ لوگوں کی ہمت جواب دے رہی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اُن کا حوصلہ بڑھایا اور انہیں ثابت قدم رکھا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مہاجرین و انصار پر شفقت و

مہربانی کی انتہا کر دی کہ انہیں ایمان و عرفان سے مشرف کیا اور جہاد و قتال فی سبیل اللہ کے عظیم عمل میں نبی اکرم ﷺ کی اتباع کی توفیق بخشی۔

آیت

غزوہ تبوک میں عدم شرکت پر نادم ہونے والوں کی بخشش کا اعلان

وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا	اور (نظر کرم فرمائی اللہ نے) اُن تین پر جن کا معاملہ ملتوی کر دیا گیا تھا
حَتَّىٰ إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ	یہاں تک کہ جب تنگ ہو گئی اُن پر زمین باوجود اس کے کہ وہ کشادہ تھی
وَضَاقَتْ عَلَيْهِمُ أَنْفُسُهُمْ	اور تنگ ہو گئیں اُن پر اپنی جانیں
وَوَظُّوْا أَنْ لَا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ	اور اُنہوں نے جان لیا کہ نہیں ہے کوئی جائے پناہ اللہ سے مگر اُسی کی طرف
ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ	پھر اللہ نے نظر کرم فرمائی اُن پر
لِيَتُوبُوا	تاکہ وہ پلٹ سکیں (اللہ کی طرف)
إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝۱۱۸	بے شک اللہ ہے ہی بہت نظر کرم کرنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا۔

اس آیت میں اُن تین صحابہ کرامؓ کی توبہ قبول کرنے کا اعلان کیا گیا جنہوں نے غزوہ تبوک میں عدم شرکت پر اپنی کوتاہی کا اعتراف کرتے ہوئے اظہارِ ندامت کیا تھا۔ انہیں پچاس روز تک آزمائش سے گزارا گیا۔ تمام اہل ایمان نے اُن سے تعلقات منقطع کیے رکھے۔ اُن کے لیے مدینہ میں جینادو بھر ہو گیا اور زمین باوجود وسعت کے انہیں تنگ محسوس ہوئی۔ انہیں یقین حاصل ہو گیا کہ

پناہ اگر کہیں ہے تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں۔ چوں کہ اس آزمائش کے دوران وہ اپنے ایمان اور خلوص پر ثابت قدم رہے لہذا اللہ تعالیٰ نے اُن پر شفقت و نظرِ کرم فرمائی اور اُن کی کوتاہی سے درگزر کرنے کی بشارت عطا کی۔

آیت

سچے لوگوں کی رفاقت ضروری ہے

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! بچو اللہ کی نافرمانی سے	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ
اور ہو جاؤ سچے لوگوں کے ساتھ۔	وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ﴿١٩﴾

سابقہ آیت میں جن تین صحابہ کرامؓ کی توبہ قبول کرنے کی بشارت دی گئی اور اُن کا ذکرِ خیر قرآنِ حکیم میں محفوظ کر دیا گیا، یہ دراصل انعام تھا اُن کی سچائی، تقویٰ اور خدا خونی کا۔ اسی لیے اس آیت میں تمام مسلمانوں کو تلقین کی گئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کریں یعنی اُس سے ڈریں اور اُس کی نافرمانی سے بچیں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ایسے پاک باز اور سچے لوگوں کی رفاقت اختیار کریں جن کا ظاہر و باطن ایک ہو۔ سورہ حجرات آیت ۱۵ میں سچے لوگوں کا کردار یوں بیان کیا گیا:

"مومن تو وہی ہیں جو ایمان لائے اللہ اور اُس کے رسول پر پھر شک میں نہیں پڑے اور اُنہوں نے جہاد کیا اپنے مال اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں۔ یہی لوگ ہیں سچے۔"

آیات تا

نبی اکرم ﷺ سے محبت اپنی جان سے بھی بڑھ کر ہونی چاہیے

نہیں تھا مناسب مدینہ والوں کے لیے	مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ
اور اُن کے لیے جو اُن کے ارد گرد ہیں دیہاتیوں میں سے	وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ

اَنْ یَّتَخَلَّفُوا عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ	کہ وہ پیچھے رہتے رسول اللہ سے
وَلَا یَرْغَبُوا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَفْسِهِ	اور نہ یہ کہ وہ عزیز رکھتے اپنی جانوں کو اُن کی جان سے
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا یَصِیْبُهُمْ ظَمًا وَلَا نَصَبٌ	یہ اس لیے کہ بے شک نہیں پہنچتی انہیں کوئی پیاس اور نہ کوئی تھکاوٹ
وَلَا مَخْصَصَةٌ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ	اور نہ بھوک اللہ کے راستے میں
وَلَا یَطْئُونَ مَوْطِئًا یَغِیْظُ الْکُفَّارَ	اور وہ نہیں گزرتے کسی مقام سے جو دکھ دے کافروں کو
وَلَا یَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نَبِیًّا	اور نہیں چھینتے دشمن سے کوئی چیز
اِلَّا کُتِبَ لَهُمْ بِہٖ عَمَلٌ صَالِحٌ	مگر لکھ دیا جاتا ہے اُن کے لیے اس کے بدلے نیک عمل
اِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۰﴾	بے شک اللہ ضائع نہیں کرتا نیکی کرنے والوں کا اجر۔
وَلَا یُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِیْرَةً وَلَا کَبِیْرَةً	اور وہ نہیں خرچ کرتے کوئی خرچ چھوٹا اور نہ کوئی بڑا
وَلَا یَقْطَعُوْنَ وَادِیًّا	اور نہ طے کرتے ہیں کسی وادی کو
اِلَّا کُتِبَ لَهُمْ	مگر یہ کہ لکھ لیا جاتا ہے اُن کے لیے
لِیَجْزِیَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱﴾	تاکہ بدلہ دے انہیں اللہ بہترین اُس کا جو وہ عمل کرتے رہے ہیں۔

ان آیات میں اہل مدینہ اور اطراف میں بسنے والے اہل ایمان کو باور کرایا گیا کہ انہیں نبی اکرم ﷺ سے محبت اپنی جان سے بھی بڑھ کر ہونی چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ نبی ﷺ تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں بھوک، پیاس، موسم کی شدت اور بے آرامی کی تکالیف برداشت کر رہے ہوں اور ان کے نام لیا اپنے گھروں کی ٹھنڈی چھاؤں میں آسائشوں کے مزے لوٹ رہے ہوں۔ اہل ایمان اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکل کر جو بھی بھوک، پیاس، تکان، تکالیف برداشت کرتے ہیں دشمنوں کی سرزمین کو پامال کرتے ہوئے ان کے علاقے فتح کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں کم یا زیادہ جو بھی مال خرچ کرتے ہیں، تو یہ سب اعمال اللہ تعالیٰ کے ہاں محفوظ کیے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ان قربانیوں کا شاندار بدلہ عطا فرمائے گا۔

آیت

علم دین سیکھنے کی اہمیت

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً	اور نہیں ہے ممکن مومنوں کے لیے کہ وہ نکلیں سب کے سب
فَأُولَٰئِكَ نَفَرَمِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ	تو کیوں نہ نکلتے ہر قبیلہ کے ان میں سے کچھ لوگ
لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ	تاکہ وہ سمجھ حاصل کریں دین میں
وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ	اور خبردار کریں اپنی قوم کو
إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ	جب لوٹ کر جائیں ان کی طرف
لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ﴿۳۱﴾	تاکہ وہ بچیں (گناہوں سے)۔

۱۵
ع
۳۱

اس سورہ مبارکہ کی آیت میں آگاہ کیا گیا تھا کہ غزوہ تبوک میں شریک نہ ہونے والے منافقین کے نفاق اور اللہ کی راہ میں نکلنے سے محرومی کی ایک وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ تعلیمات دینی سے ناواقف ہیں۔ اگر وہ مدینہ آکر ان تعلیمات کو سمجھتے تو

آخرت کے اجر کے لیے دنیا میں سب کچھ لٹانے کو اپنے لئے باعثِ سعادت سمجھتے۔ اب اس آیت میں علم دین سیکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ علم دین کا ایک حصہ وہ ہے جو اپنے اسلام اور ایمان کی حفاظت کے لیے ضروری ہے۔ یعنی وہ علم جس کے بغیر آدمی نہ فرائض ادا کر سکتا ہے نہ حرام چیزوں سے بچ سکتا ہے۔ اس علم کا سیکھنا ہر مسلمان پر فرض عین ہے۔ البتہ علوم دین کی تفصیلات، قرآن و حدیث کے معارف و مسائل، پھر ان سے نکالے ہوئے احکام و شرائع کی پوری تفصیل ہر مسلمان کے لیے سیکھنا ممکن نہیں اور نہ یہ فرض عین ہے۔ البتہ ہر شہر یا قصبہ کے مسلمانوں کے ذمہ یہ فرض کفایہ ہے یعنی اگر ہر شہر یا قصبہ میں ایک عالم ان تمام علوم و شرائع کا ماہر موجود ہو تو باقی مسلمان اس فرض سے سبک دوش ہو جاتے ہیں۔ جس شہر یا قصبہ میں ایک بھی عالم نہ ہو تو ان پر فرض ہے کہ اپنے میں سے کسی کو عالم بنائیں، یا باہر سے کسی عالم کو بلا کر اپنے شہر میں رکھیں تاکہ ضرورت پیش آنے پر باریک مسائل کو اُس عالم سے فتویٰ لے کر سمجھ سکیں۔ اسی لیے اس آیت میں حکم دیا گیا کہ ہر قبیلہ میں سے کم از کم کچھ لوگ ایسے ہوں جو خود کو دین کا علم و فہم حاصل کرنے کے لیے وقف کر لیں۔ پھر وہ اپنے اپنے قبیلہ میں جا کر لوگوں کی رہ نمائی کریں تاکہ لوگ اپنے معاملات میں اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق عمل کر سکیں۔

آیت

اسلامی انقلاب کی توسیع

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ	جنگ کرو ان سے جو بستے ہیں تمہارے آس پاس کافروں میں سے
وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غُلَظَةً	اور چاہیے کہ وہ پائیں تمہارے اندر سختی
وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴿١٣﴾	اور جان لو کہ بے شک اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

اس آیت میں اہل ایمان کو حکم دیا گیا کہ وہ اسلامی ریاست کے اطراف میں جو کافر ریاستیں ہیں ان کے خلاف جنگ کریں تاکہ وہاں بھی اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کی جاسکے۔ مزید یہ کہ کفار کے معاملہ میں ایسی سختی سے پیش آئیں تاکہ انہیں دوبارہ سراٹھانے کی جرات نہ ہو۔ البتہ سختی کا یہ مطلب نہیں ان تمام ضابطوں کو فراموش کر دیا جائے جو رسول اللہ ﷺ نے دوران جنگ کے لیے بتا رکھے ہیں۔ مثلاً عورتوں، بچوں، بوڑھوں، راہبوں اور غیر حربی کافروں کو قتل نہ کیا جائے۔ کسی لاش کا مثلہ نہ کیا جائے۔ معاہدہ کی خلاف ورزی نہ کی جائے۔ دشمن کے درختوں، کھیتوں اور چوپایوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔ فتح کے بعد بستیوں میں لوٹ مار نہ کی جائے۔ الغرض کوئی ایسا اقدام نہ کیا جائے جو تقویٰ کے منافی ہو۔ اللہ تعالیٰ کی مدد متقیوں کے شامل حال ہوتی ہے۔ صحابہ کرامؓ نے اس آیت میں دیے گئے احکامات پر عمل کیا اور کچھ ہی عرصہ میں اسلام کا عادلانہ نظام زمین کے وسیع رقبہ پر قائم ہو گیا۔

آیات تا

قرآن کی تاثیر... مومنوں پر... منافقین پر

وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ	اور جب کبھی نازل ہوتی ہے کوئی سورۃ
فَمِنْهُمْ مَّنْ يَقُولُ	تو منافقین میں سے کچھ ایسے ہیں جو کہتے ہیں
أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَذِهِ إِيمَانًا	کون ہے تم میں سے بڑھادیا ہے جس کو اس سورۃ نے ایمان میں؟
فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا	پس جو لوگ ایمان لائے
فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا	تو بڑھادیا ہے انہیں اس سورۃ نے ایمان میں
وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿١٣﴾	اور وہ بہت خوش ہو رہے ہیں۔
وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ	اور وہ لوگ کہ جن کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے

فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَىٰ رِجْسِهِمْ	تو بڑھا دیا ہے انہیں اس سورۃ نے اُن کی گندگی پر گندگی میں
وَمَا تَوَّأَوْهُمْ كُفِّرُونَ ﴿۱۳۵﴾	اور وہ مرے اس حال میں کہ وہ کافر تھے۔

ان آیات میں منافقین کی ایک گستاخی کا جواب دیا گیا۔ سورۃ انفال آیت میں فرمایا گیا کہ آیات قرآنی کی تلاوت مومنوں کے ایمان کو بڑھا دیتی ہے۔ منافقین کسی سورۃ کے نزول پر طنز آکھتے کہ اس سورۃ نے کس کے ایمان کو بڑھایا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ ہر نازل ہونے والی سورۃ مبارکہ سچے مومنوں کے ایمان کو جلا بخشتی ہے۔ البتہ جن کے دلوں میں منافقت ہے یہ سورۃ اُن کی جلن اور خباثت میں اور اضافہ کا باعث بنتی ہے۔ اب اُن کا خاتمہ اس حال میں ہو گا کہ یہ ایمان سے محروم اور کفر میں مبتلا ہوں گے۔

آیات تا

منافقین کے لیے بار بار ذلت

أَوْ لَا يَرَوْنَ	کیا منافقین نہیں دیکھتے
أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ	کہ بے شک وہ آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں ہر سال ایک بار یا دو بار
ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ	پھر بھی وہ توبہ نہیں کرتے
وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿۱۳۶﴾	اور نہ وہ نصیحت قبول کرتے ہیں۔
وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ	اور جب کبھی نازل ہوتی ہے کوئی سورۃ
نَظَرًا بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ	دیکھنے لگتے ہیں اُن میں سے کچھ دوسروں کی طرف
هَلْ يَرَاكُمْ مِّنْ أَحَدٍ	(کہتے ہیں) کیا دیکھ تو نہیں رہا تمہیں کوئی؟

پھر چپکے سے چل دیتے ہیں	ثُمَّ انْصَرَفُوا
پھیر دیے ہیں اللہ نے اُن کے دل	صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوبَهُمْ
اِس لیے کہ بے شک یہ لوگ سمجھتے نہیں ہیں۔	بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا یَفْقَهُونَ ﴿۱۲۷﴾

ان آیات میں بیان کیا گیا کہ منافقین کو اپنی بزدلی اور دنیا کی محبت کی وجہ سے بار بار ذلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جب بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال و جان کا تقاضا لگانے کا مطالبہ آتا ہے منافقین بزدلی کی وجہ سے جھوٹے بہانے کرتے ہیں۔ مطالباتِ دینی پر عمل سے گریز کے لیے چھپ کر محافل سے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ البتہ اللہ تعالیٰ اُن کی یہ مذموم حرکات بے نقاب کر ہی دیتا ہے اور پھر یہ سب کے سامنے شرمندہ، رسوا اور ذلیل ہوتے ہیں۔ ان بد نصیبوں کو احساس نہیں ہے کہ کتنی بڑی سعادت ہے جو رسول اللہ ﷺ اور قرآن کے ذریعہ اُن کو دی جا رہی ہے۔ ان کی بدولت یہ دنیا میں تمام عالم انسانی کے امام و پیشوا بن سکتے ہیں اور آخرت کی ابدی زندگی میں بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نعمتوں سے سرفراز ہو سکتے ہیں۔ ان کی بے حسی و نادانی کی سزا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی عظیم نعمتوں سے استفادہ کی توفیق سے محروم کر دیا ہے۔

آیات تا

نبی اکرم ﷺ کی اپنی امت سے محبت

یقیناً آچکے ہیں تمہارے پاس رسول تمہی میں سے	لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ
گراں گزرتا ہے اُن پر وہ جس سے تم مشقت میں پڑو،	عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ
بے چینی سے خواہش مند ہیں تمہاری بھلائی کے	حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ
مومنوں پر بہت مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والے ہیں۔	بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۲۸﴾
پھر اگر وہ رخ پھیر لیں	فَاِنْ تَوَلَّوْا

فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ	تو فرما دیجیے کافی ہے میرے لیے اللہ
لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ	نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے
عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ	اُسی پر میں نے بھروسہ کیا
وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿١٢٩﴾	اور وہی عرشِ عظیم کا مالک ہے۔

ع

ان آیات میں یہ ایمان افروز اور خوش کن بشارت دی گئی کہ نبی اکرم ﷺ نوعِ انسانی ہی میں سے ہیں اور آپ ﷺ کا مبارک وجود نوعِ انسانی کے لیے باعثِ فخر و سرور ہے۔ آپ ﷺ اپنی امت سے والہانہ محبت کرتے ہیں۔ امت کے لیے ہر بھلائی کے شدت سے طلب گار ہیں۔ امت کے لیے کوئی تکلیف آپ ﷺ پر انتہائی ناگوار گزرتی ہے۔ خاص طور پر باعمل اور مخلص اہل ایمان کے حق میں تو بہت ہی مہربان اور شفیق ہیں۔ سورہ مبارکہ کے آخر میں یہ مضمون لانا بظاہر اس لیے مناسب ہوا کہ اس پوری سورہ میں کفار سے قطع تعلق اور جہاد و قتال اور منافقین کے لیے ذلت و رسوائی کا ذکر ہے۔ یہ سب اُس وقت ہے جب دعوت و تبلیغ سے اصلاح کی توقع نہ رہے۔ انبیاء کا اصل معاملہ شفقت و رحمت اور ہمدردی و خیر خواہی کے جذبہ سے خلقِ خدا کو اللہ کی طرف آنے کی دعوت دینا ہے۔ اگر لوگ یہ دعوت قبول کر لیں تو وہ آپ ﷺ کی محبوب امت میں شامل ہو جائیں گے۔ البتہ اگر کوئی آپ ﷺ کی امت میں شامل ہونے کے باوجود آپ ﷺ کے نقشِ قدم پر نہ چلے تو پھر آپ ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ کی عنایات و مدارات ہی کافی ہیں۔ آپ ﷺ کا اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ عظیم اقتدار کا حامل ہے۔

سورہ یونس

قریش پر اتمامِ حجت کی سورت

سورہ یونس مکی سورہ ہے اور مضامین سے محسوس ہوتا ہے کہ یہ مکی دور کے آخر میں نازل ہوئی۔ اس سورہ مبارکہ میں مشرکین مکہ کو آگاہ کر دیا گیا کہ تم پر حجت پوری ہو چکی ہے لہذا اب تم اپنے برے انجام کو پہنچنے والے ہو۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۱۰ ایمانیاتِ ثلاثہ یعنی توحید، رسالت اور آخرت
- آیات ۱۱ تا ۲۰ رسولوں کی اپنی قوموں کے ساتھ کشمکش
- آیات ۲۱ تا ۳۰ ایمان اور اس کا حصول
- آیات ۳۱ تا ۴۰ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دو ٹوک اعلانات

آیات ۱ تا ۱۰

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدترین نا انصافی

الز	الف۔ لام۔ را
تِلْكَ آيَةُ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ ①	یہ آیات ہیں حکمت بھری کتاب کی۔
أَكَاغَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا أُنْوَحِينَآ إِلَى رَجُلٍ مِّنْهُمْ	کیا لوگوں کے لیے یہ باعثِ تعجب ہے کہ ہم نے وحی کی ایک آدمی کی طرف جو ان میں سے ہے
أَنْ أُنْذِرَ النَّاسَ	کہ آپ خبردار کیجیے لوگوں کو

وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا	اور خوش خبری دیجیے انہیں جو ایمان لائے
أَن لَّهُمْ قَدَمٌ صَدَقَ عِنْدَ رَبِّهِمْ	کہ اُن کے لیے سچائی کا مرتبہ ہے اُن کے رب کے پاس
قَالَ الْكَافِرُونَ إِنَّ هَذَا السَّحَرُ مُبِينٌ ۝۲	کہا کافروں نے بے شک یہ یقیناً کھلا جادو گر ہے۔

ان آیات میں قرآن حکیم کی عظمت بیان کی گئی کہ یہ ایک حکمت بھری کتاب ہے جسے رسول اکرم ﷺ پر وحی کیا گیا تاکہ وہ لوگوں کو آخرت کی جواب دہی کے حوالے سے خبردار کریں اور نیک لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے ہاں اعلیٰ درجات ملنے کی بشارت دیں۔ البتہ لوگوں کو حیرت ہوئی کہ ایک انسان کیوں کر رسول ہو سکتا ہے۔ کفار نے آپ ﷺ کو رسول ماننے کی بجائے ایک کھلم کھلا جادو کرنے والا قرار دینے کی گستاخی کی۔ حالاں کہ جادو تو ایک خبیث فن ہے جو کسی استاد سے سیکھا جاتا ہے۔ اُس کا مقصد کسی کو نقصان پہنچا کر پیسا کمانا ہوتا ہے۔ جادو کرنے والے کا اخلاق و کردار دونوں مکروہ ہوتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے کسی دوسرے انسان سے قرآن نہیں سیکھا۔ آپ ﷺ اس کی تبلیغ کے ذریعہ انسانوں کے اخلاق و کردار سنوار رہے ہیں اور کسی اجر کے طلب گار نہیں ہیں۔ ذاتی طور پر آپ ﷺ اخلاق کے اعلیٰ ترین مرتبہ پر فائز ہیں۔ آپ ﷺ کو جادو گر کہنے والے بدترین ناانصافی کر رہے ہیں۔

آیات تا

اللہ تعالیٰ کی صفاتِ عالیہ کا بیان

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ	بے شک تمہارا رب تو اللہ ہے جس نے بنایا آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں
ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ	پھر قائم ہوا عرش پر
يُدَبِّرُ الْأَمْرَ	وہی تدبیر کرتا ہے ہر کام کی

آیات تا

اللہ تعالیٰ کی واضح نشانیاں کیا پیغام دے رہی ہیں؟

وہی ہے جس نے بنایا سورج کو روشن	هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسُ ضِيَاءً
اور چاند کو منور	وَالْقَمَرَ نُورًا
اور مقرر کیں اُس کے لیے منزلیں	وَقَدَّارَهُ مَنَازِلَ
تاکہ تم جان لو گنتی برسوں کی اور حساب	لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ
نہیں پیدا فرمایا، اللہ نے یہ سب مگر حق کے ساتھ	مَا خَلَقَ اللَّهُ ذَلِكَ إِلَّا بِالْحَقِّ
وضاحت کرتا ہے آیات کی اُن کے لیے جو جاننا چاہیں۔	يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ⑤
بے شک رات اور دن کے بدلنے میں	إِنَّ فِي اخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ
اور جو کچھ پیدا کیا ہے اللہ نے آسمانوں اور زمین میں	وَمَا خَلَقَ اللَّهُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
یقیناً نشانیاں ہیں اُن کے لیے جو پرہیزگار ہیں۔	لَايَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَّقُونَ ⑥

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی چند واضح نشانیوں کا ذکر ہے۔ اُس کی ایک بڑی نمایاں نشانی سورج ہے جو اُس کے حکم سے جلتے ہوئے اپنی روشنی آپ پیدا کر رہا ہے۔ دوسری نشانی چاند ہے جو سورج سے فیض پا کر منور ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دیکھنے والوں کے لیے چاند کے بڑھنے اور گٹھنے کا ایسا ضابطہ بنایا جس سے نہ صرف دنوں، مہینوں اور سالوں کے حساب کا شمار ہوتا ہے بلکہ انسان اپنے معاملات کی منصوبہ بندی کے لیے دن، مہینے اور سال بھی طے کر لیتا ہے۔ سورج کی گردش نے رات اور دن کے بدلنے کا وہ نظام بنایا ہے جس سے انسان فائدہ اٹھا کر اپنے معاملات سہولت سے انجام دے سکتا ہے۔ کائنات کے یہ مظاہر انسان کو پیغام دے رہے ہیں کہ ان کی تخلیق بے مقصد نہیں ہے۔ وہ سب کے سب اپنے خالق کی مرضی سے سرگرم عمل ہیں۔ لہذا انسان کے لیے بھی بھلائی کی

روش یہ ہے کہ وہ اللہ کی بندگی کے رنگ میں پوری کائنات کے ساتھ رنگا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پیغام کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات تا

برے اور بھلے لوگوں کا انجام

بے شک وہ لوگ جو توقع نہیں رکھتے ہم سے ملنے کی	إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا
اور خوش ہو گئے ہیں دنیوی زندگی پر	وَرَضُوا بِأَلْحَيَاةِ الدُّنْيَا
اور مطمئن ہو گئے ہیں اس سے	وَاطْمَأْنَوْا بِهَا
اور وہ لوگ جو ہماری آیات سے غافل ہیں۔	وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آيَاتِنَا غِفْلُونَ ﴿٤﴾
یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنم ہے	أُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمُ النَّارُ
اُن اعمال کی وجہ سے جو وہ کمایا کرتے تھے۔	بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٥﴾
بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے	إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا
اور انہوں نے عمل کیے اچھے	وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
رہنمائی فرمائے گا اُن کی اُن کارب اُن کے ایمان کی وجہ سے	يَهْدِيهِمْ رَبُّهُمْ بِآيَاتِهِمْ
بہتی ہوں گی اُن کے نیچے سے نہریں نعمتوں کے باغوں میں۔	تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٦﴾

دَعُوهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ	اُن کی پکار وہاں ہوگی پاک ہے تو اے اللہ!
وَتَجِدَهُمْ فِيهَا سَلَامًا	اور اُن کی دعا وہاں ہوگی "سلامتی ہو"
وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ	اور اُن کی آخری پکار ہوگی
اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ	کہ کل شکر اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

پ

یہ آیات خبردار کر رہی ہیں کہ جو لوگ دنیا ہی کے طلب گار ہیں، اسی کے عیش و آرام میں مگن اور خوش ہیں، اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو دیکھ کر بھی اُس کی معرفت حاصل کرنے سے محروم ہیں اور آخرت کی جواب دہی سے غافل ہیں، اُن کا ٹھکانا جہنم کی آگ ہے۔ اِس کے برعکس باعمل مومنوں کو ہدایت نصیب ہوئی ہے اُن کے اللہ اور آخرت پر ایمان کی بدولت۔ اب اُن کے لیے جنت کی نعمتوں سے لبریز باغ ہیں۔ اِن باغوں میں وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و حمد کریں گے اور باہم ایک دوسرے کو سلامتی کی دعائیں دیں گے۔ یعنی دنیا کے دارالامتحان سے کامیاب ہو کر نکلنے اور نعمت بھری جنتوں میں پہنچ جانے کے بعد یہ نہیں ہوگا کہ یہ لوگ وہاں سامانِ عیش و عشرت پر ٹوٹ پڑیں۔ بلکہ اُن کا بلند سیرت و کردار جنت کے پاکیزہ ترین ماحول میں اور زیادہ نکھر کر ابھر آئے گا۔ دنیا میں جن اوصاف کی اُنہوں نے پرورش کی تھی، وہاں وہ اپنی پوری شان کے ساتھ جلوہ گر ہوں گے۔ اُن کا محبوب ترین وظیفہ اللہ تعالیٰ کی حمد و تقدیس ہوگا جس سے وہ دنیا میں مانوس تھے۔ اُن کی دعاؤں میں وہی ایک دوسرے کی سلامتی چاہنے کا جذبہ کارفرما ہوگا جسے اُنہوں نے دنیا میں اپنے طرزِ عمل کی روح بنار کھا تھا۔

آیات تا

بشری کمزوریاں

وَلَوْ يَعْجَلُ اللَّهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ	اور اگر جلدی کرتا اللہ لوگوں کو شر پہنچانے میں جیسے کہ اُن کا جلدی کرنا ہوتا ہے بھلائی کے لیے
---	---

لَقَضِيَ إِلَيْهِمْ أَجَلُهُمْ	یقیناً پوری کر دی جاتی اُن کے لیے مہلت کی مدت
فَنَذَرُ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا	پس ہم چھوڑ دیتے ہیں اُن لوگوں کو جو توقع نہیں رکھتے ہم سے ملنے کی
فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝	اپنی سرکشی میں وہ بھٹکتے رہتے ہیں۔
وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ	اور جب پہنچتی ہے انسان کو تکلیف
دَعَانَا لِجَنبَيْهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا	وہ پکارتا ہے ہمیں لیٹے ہوئے یا بیٹھے ہوئے ہو یا کھڑے ہوئے
فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ صُرَّتَهُ	پھر جب ہم دور کر دیتے ہیں اُس سے اُس کی تکلیف
مَرَّ كَأَنْ لَّمْ يَدْعُنَا إِلَىٰ صُرِّ مَسَّهُ	چل دیتا ہے جیسے اُس نے کبھی پکارا ہی نہیں تھا ہمیں کسی تکلیف میں جو پہنچی تھی اُسے
كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝	اسی طرح خوش نما کر دیا گیا حد سے گزرنے والوں کے لیے وہ سب جو وہ کیا کرتے تھے۔
وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ مِن قَبْلِكُمْ	اور یقیناً ہم نے ہلاک کیا اُن قوموں کو جو تم سے پہلے تھیں
لَمَّا ظَلَمُوا	جب اُنہوں نے ظلم کیا
وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ	اور آئے تھے اُن کے پاس اُن کے رسول واضح دلائل کے ساتھ
وَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا	اور وہ نہ ہوئے کہ ایمان لاتے

کَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ۱۳	اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں مجرم لوگوں کو۔
ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلِيفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ	پھر ہم نے بنایا تمہیں جانشین زمین میں اُن کے بعد
لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ۱۴	تاکہ ہم ظاہر کریں کہ کیسے تم عمل کرتے ہو؟

ان آیات میں انسانوں کی تین کمزوریوں کا ذکر کیا گیا ہے:

- i. انسان جلد باز ہے۔ چاہتا ہے کہ فوری طور پر خیر حاصل کر لے۔ اگر اللہ تعالیٰ اتنی ہی جلدی اُس کے لیے شر کا فیصلہ کر دے تو اُس کا معاملہ ختم ہو جائے۔ البتہ اللہ تعالیٰ مہلت دیتا ہے کہ شاید اصلاح کی طرف مائل ہو لیکن وہ دوسرے کشتی ہی کرتا رہتا ہے۔
 - ii. انسان کو جب تکلیف پہنچتی ہے تو گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے رحم کی التجا کرتا ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ اُس کی تکلیف دور فرما دیتا ہے تو وہ احسان فراموشی کرتے ہوئے رُخ پھیر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بالکل ہی غافل ہو جاتا ہے۔
 - iii. انسان جس حقیقت کا ایک دفعہ انکار کر دے اُسے پھر ماننے پر تیار نہیں ہوتا۔ اسی انکار کی وجہ سے ماضی میں کئی قومیں ہلاکت سے دوچار ہوئیں۔
- آخری آیت میں زمین پر بسنے والے انسانوں کو آگاہ کیا گیا کہ ہلاک ہونے والی قوموں کے بعد اب اُنہیں اختیار دے کر بھیجا گیا ہے۔ اب یہ اُن کا امتحان ہے کہ وہ کیا کرتے ہیں؟ سابقہ مجرم قوموں کے انجام سے عبرت پکڑتے ہیں یا اُنہی کی روش پر چلتے ہیں۔

آیات تا

قرآن کو بدلنے کا مطالبہ

وَ اِذَا تُتْلٰی عَلَيْهِمْ اٰیَاتُنَا بَيِّنٰتٍ	اور جب تلاوت کی جاتی ہیں اُن پر ہماری واضح آیات
قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَاءَنَا	تو کہتے ہیں وہ لوگ جو توقع نہیں رکھتے ہم سے ملنے کی

اَنْتَ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَذَا	لے آئے قرآن اس کے علاوہ
اَوْ بَدَّلَهُ	یا بدل دیجیے اس کو
قُلْ مَا يَكُونُ لِيْ اَنْ اُبَدِّلَهُ مِنْ تَلَقَّائِىْ نَفْسِىْ	اے نبی! فرمائیے مجھے اختیار نہیں کہ میں بدل دوں اسے اپنی مرضی سے
اِنْ اَتَّبِعْ اِلَّا مَا يُوْحٰى اِلَى	میں پیروی نہیں کرتا مگر اُس کی جو وحی کیا جاتا ہے میری طرف
اِنِّىْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّىْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٥﴾	بے شک میں ڈرتا ہوں اگر میں نے اپنے رب کی نافرمانی کی، بڑے دن کے عذاب سے۔
قُلْ لَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا تَكُوْنَتُمْ عَلَيْكُمْ	فرمائیے اگر چاہتا اللہ تو میں تلاوت نہ کرتا اس کی تم پر
وَلَا اَدْرِكُكُمْ بِهٖ	اور نہ ہی اللہ آگاہ کرتا تمہیں اس سے
فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمْرًا مِّنْ قَبْلِهٖ	پھر میں تو گزار چکا ہوں تمہارے درمیان ایک عمر اس سے پہلے
اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿١٦﴾	تو کیا تم نہیں سمجھتے؟
فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا	پس کون زیادہ ظالم ہے اُس سے جو گھڑتا ہے اللہ پر جھوٹ؟
اَوْ كَذَّبَ بِآيٰتِهٖ	یا جھٹلائے اُس کی آیات کو
اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿١٧﴾	بے شک کامیاب نہیں ہوتے مجرم۔

یہ آیات سردارانِ قریش کی طرف سے قرآنِ حکیم کو بدلنے یا اس میں ترمیم کرنے کے مطالبے کا ذکر کر رہی ہیں۔ وہ چاہتے تھے کہ قرآن سے اُن کے معبودوں کی نفی، اُن کی من گھڑت رسوم کی مذمت اور آخرت میں نجات کے گمراہ کن تصور کے رد کے مضامین خارج کر دیے جائیں۔ نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ اُنہیں بتادیں کہ قرآن میرا نہیں اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ میں اُسے بدلنے یا اُس میں ترمیم کرنے کا اختیار نہیں رکھتا۔ بالفرض اگر میں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ کا عذاب مجھے بھی آپکڑے گا۔ میں اعلانِ نبوت سے قبل چالیس سال تمہارے درمیان رہا ہوں اور میں نے کبھی بھی کوئی سخن سازی نہیں کی ہے۔ پھر اب بھلا کیوں کر کر سکتا ہوں؟ قرآنِ حکیم تو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور میں اُسی کے حکم کی پیروی میں تمہیں اسے سنارہا ہوں۔ اب اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو اپنے وضع کردہ کلام کو اللہ تعالیٰ کا کلام قرار دے یا پھر وہ جس کے سامنے اللہ تعالیٰ کا کلام آئے اور وہ اُسے جھٹلا دے۔ میری سابقہ چالیس سالہ زندگی گواہ ہے کہ میں نے کبھی نہ جھوٹ بولا اور نہ جھوٹی بات کسی کی طرف منسوب کی۔ لہذا یہ تم ہی ظالم ہو جو اللہ تعالیٰ کے کلام کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں اور اُس میں من چاہی ترمیم کا مطالبہ کر رہے ہو۔

آیات تا

شفاعتِ باطلہ کا من گھڑت عقیدہ

اور وہ پوجتے ہیں اللہ کے سوا اُن کو جو نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اُنہیں اور نہ نفع دے سکتے ہیں اُنہیں	وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ
اور کہتے ہیں یہ تو ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے ہاں	وَيَقُولُونَ هَؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ
اے نبی! فرمائیے کیا تم خبر دیتے ہو اللہ کو اُس کی جو وہ نہیں جانتا آسمانوں میں اور نہ زمین میں	قُلْ أَتَدْعُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ
وہ پاک ہے اور برتر ہے اُن سے جنہیں وہ شریک	سُبْحَنَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۱۸﴾

بناتے ہیں۔	
اور نہیں تھے لوگ مگر ایک ہی اُمت	وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً
پھر اُنہوں نے باہم اختلاف کیا	فَاخْتَلَفُوا
اور اگر نہ ہوتی وہ بات جو پہلے سے طے ہو چکی ہے آپ کے رب کی طرف سے	وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ
تو یقیناً فیصلہ کر دیا جاتا اُن کے درمیان	لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ
اُس بات میں جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔	فِيمَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١٩﴾

ان آیات میں بیان کیا گیا کہ مشرکین اللہ تعالیٰ کے سوا ایسی ہستیوں کی عبادت کرتے ہیں جو کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتیں۔ پھر وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے معبود اللہ تعالیٰ کے مقربین ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہماری شفاعت کر کے ہمیں بخشوا لیں گے۔ جواب میں اُن سے پوچھا گیا کہ کیا تم اللہ تعالیٰ کے علم میں اضافہ کرنا چاہتے ہو یہ بتا کر کہ فلاں ہستیاں اُس کی مقربین ہیں؟ یہ تمہارے من گھڑت تصورات ہیں جن کی کوئی سند نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے انسان کو نبی بنا کر ابتدا ہی سے نوعِ انسانی کو توحید کا تصور دیا تھا۔ یہ تو لوگوں نے خود مشرکانہ تصورات اختیار کر کے اختلاف کیا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اصلاح کے لیے مہلت دینے کی سنت نہ ہوتی تو ان شرک کرنے والوں کو فوراً ہی ہلاک کر دیا جاتا۔

آیت

فرمانِ نبیؐ معجزہ دکھانے کا مطالبہ

اور وہ کہتے ہیں کیوں نہ نازل کیا گیا اُن پر کوئی معجزہ اُن کے رب کی طرف سے؟	وَيَقُولُونَ لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ
پس اے نبیؐ! فرمائیے بے شک غیب تو صرف اللہ ہی کے	فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ

لیے ہے	
تو انتظار کرو	فَاَنْتَظِرُوا
بے شک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔	اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ۝۶

اس آیت میں مشرکین کے اس مطالبہ کا ذکر ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنی نبوت کو ثابت کرنے کے لیے اُن کی فرمائش کے مطابق کوئی معجزہ دکھائیں۔ اُن کا مطالبہ اس وجہ سے نہیں تھا کہ وہ سچے دل سے دعوتِ حق کو قبول کرنے اور اُس کے تقاضے ادا کرنا چاہتے تھے بلکہ یہ اُن کا ایمان نہ لانے کے لیے ایک بہانہ تھا۔ جواب دیا گیا کہ معجزے دکھانا اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔ جو معجزہ اُس نے قرآن حکیم کی صورت میں اتارا ہے وہ تو میں نے پیش کر دیا ہے۔ جو کچھ اُس نے نہیں اتارا وہ میرے اور تمہارے لیے غیب ہے۔ وہ چاہے تو اُسے اتارے اور نہ چاہے تو نہ اتارے۔ اب اگر تم ایمان لانے کے لیے چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری فرمائش کے مطابق کچھ اتارے تو اس کے انتظار میں بیٹھے رہو۔ میں بھی دیکھوں گا کہ تمہاری یہ فرمائش پوری کی جاتی ہے یا نہیں۔

آیات تا

انسان کی احسان فراموشی

اور جب ہم چکھاتے ہیں لوگوں کو رحمت اُس تکلیف کے بعد جو پہنچی ہو انہیں	وَ اِذَا اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْ بَعْدِ ضَرَّآءٍ مَّسَّتْهُمْ
تو اُسی وقت اُن کے مکرو فریب ہوتے ہیں ہماری آیات میں	اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِیْ اٰیَاتِنَا
اے نبی! فرمائیے اللہ زیادہ تیز ہے تمہارے مکرو فریب کا توڑ کرنے میں	قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا

بے شک ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے لکھ رہے ہیں اُسے جو تم فریب کر رہے ہو۔	اِنَّ رُّسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا تَكْمُرُونَ ۝۲۱
وہی ہے جو چلاتا ہے تمہیں خشکی اور سمندر میں	هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ
یہاں تک کہ جب تم ہوتے ہو کشتیوں میں	حَتَّىٰ اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلِكِ
اور وہ لے چلتی ہیں انہیں سازگار ہواؤں کے ساتھ	وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ
اور وہ خوش ہوتے ہیں اُس ہوا سے	وَفَرِحُوا بِهَا
تو آ جاتی ہے اُن کشتیوں پر سخت تیز ہوا	جَاءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ
اور آ جاتی ہیں اُن پر موجیں ہر طرف سے	وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ
اور وہ سمجھ لیتے ہیں کہ یقیناً کھیر لیا گیا ہے انہیں	وَوَظَنُوا اَنَّهُمْ اُحِيطَ بِهِمْ
وہ پکارتے ہیں اللہ کو خالص کرنے والے ہو کراؤں کے لیے دین	دَعَوْا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ
(اے اللہ!) اگر تو نے بچالیا ہمیں اس طوفان سے	لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهِ
تو ہم ضرور ہوں گے شکر کرنے والوں میں سے۔	لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝۲۲
پھر جب وہ بچا لیتا ہے انہیں	فَلَمَّا اَنْجَاهُمْ
تو اُسی وقت وہ سرکشی کرنے لگتے ہیں زمین میں ناحق	اِذَا هُمْ يَبْعُونَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ
اے لوگو! بے شک تمہاری سرکشی تمہارے ہی خلاف پڑے گی	يَا أَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بُغِيْكُمْ عَلٰى اَنْفُسِكُمْ

مَتَاعَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا	(اٹھالو) دنیوی زندگی کا مزہ
ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ	پھر ہماری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے تمہیں
فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۲۳﴾	پھر ہم بتادیں گے تمہیں جو کچھ تم کرتے رہے ہو۔

ان آیات میں بیان کیا گیا کہ جب اللہ تعالیٰ انسان پر کسی تکلیف کے بعد راحت بھیجتا ہے تو انسان احسان فراموشی کرتے ہوئے اس احسان کی نسبت کسی اور کی طرف کر دیتا ہے۔ اسی طرح جب مشکل آتی ہے تو صرف اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے۔ مشکل ٹل جانے کے بعد اللہ تعالیٰ کو بھول کر شرک اور نافرمانیاں کرنے لگتا ہے۔ انسان کے پاس دنیا کی زندگی کی مختصر سی مہلت ہے۔ اس میں جس قدر سرکشی کرنا چاہے کر لے۔ آخر کار یہ اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کی احسان فراموشی اور سرکشی کو بے نقاب کر کے اُسے رسوا کر دے گا۔

آیت

دنیا کی زندگی کھیتی کی طرح ہے

إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ	بے شک دنیوی زندگی کی مثال تو محض پانی کی طرح ہے
أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ	ہم نے اتارا اُسے آسمان سے
فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ	تو رل مل کے نکل آیا اُس کے ساتھ زمین کا سبزہ
مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ وَالْأَنْعَامُ	اُس میں سے کھاتے ہیں لوگ اور چوپائے
حَتَّىٰ إِذَا أَخَذَتِ الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا	یہاں تک کہ جب حاصل کر لی زمین نے اپنی آرائش
وَاذْيَبْتْ	اور وہ خوب سج گئی

اور سمجھ لیا اُس کے رہنے والوں نے	وَظَنَّ أَهْلُهَا
کہ بے شک وہ قادر ہیں اُس پر	أَنَّهُمْ قَادِرُونَ عَلَيْهَا
آ گیا اُس پر ہمارا حکم رات یادن میں	أَتَتْهَا أَمْرُنَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا
تو ہم نے کر دیا اُسے کٹی ہوئی کھیتی	فَجَعَلْنَاهَا حَصِيدًا
گویا کہ وہ تھی ہی نہیں کل	كَأَن لَّمْ تَعْنِ بِالْأَمْسِ
اسی طرح ہم واضح کرتے ہیں آیات اُن لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔	كَذَلِكَ نَفْصَلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٢٣﴾

اس آیت میں دنیا کی زندگی کو ایک کھیتی کی مثال سے واضح کیا گیا ہے۔ جس طرح آسمان سے بارش برستی ہے، کھیتی اُگتی ہے، اپنے جو بن پر پہنچتی ہے لیکن پھر اچانک اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی آفت اُسے رات یادن میں اُجاڑ دیتی ہے۔ اسی طرح انسان کی زندگی بھی ابتدا کے بعد جوانی کے عروج تک پہنچتی ہے لیکن پھر اُس پر زوال آتا ہے۔ آخر کار اچانک کسی آفت یا موت سے اُس کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ کھیتی کا معاملہ آسان ہے کہ اب اُس کا کوئی حساب نہیں۔ انسان کو موت کے بعد دوبارہ اٹھایا جائے گا اور اُسے اپنے ایک ایک عمل کا حساب دینا ہوگا۔

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مرجائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

آیات تا

جیسا عمل ویسا بدلہ

اور اللہ بلاتا ہے سلامتی کے گھر کی طرف	وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَى دَارِ السَّلَامِ
--	--

اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہے سیدھے راستے کی طرف۔	وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝۲۵
اُن کے لیے جنہوں نے نیک عمل کیے اچھا بدلہ ہے اور مزید بھی ہے	لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ
اور نہیں چھائے گی اُن کے چہروں پر سیاہی اور نہ ذلت	وَلَا يَرْهَقُ وَجُوهُهُمْ قَتَرٌ وَلَا ذِلَّةٌ
یہ لوگ ہیں جنت والے	أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ
وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔	هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝۲۶
اور جنہوں نے کمائیں برائیاں	وَالَّذِينَ كَسَبُوا السَّيِّئَاتِ
برائی کا بدلہ ہوگا اُس برائی جیسا	جَزَاءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا
اور ڈھانپ لے گی انہیں ذلت	وَتَرَهُمْ ذُلَّةٌ
نہ ہوگا انہیں اللہ سے کوئی بچانے والا	مَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ
گویا کہ اوڑھادیے گئے اُن کے چہروں پر ٹکڑے رات کے جو اندھیری ہے	كَأَنَّمَا أَغْشِيَتْ وَجُوهُهُمْ قِطْعًا مِّنَ اللَّيْلِ مُظْلِمًا ۖ
یہی لوگ دوزخ والے ہیں	أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ
وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔	هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝۲۷

ان آیات میں بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو سلامتی کے گھر یعنی جنت کی طرف بلا رہا ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم پر لبیک کہیں گے اُن کے لیے بھلائیاں ہی بھلائیاں ہیں۔ انہیں جنت میں بے شمار نعمتوں کے علاوہ ایک سب سے بڑی اور عظیم نعمت ملے گی۔ یہ نعمت ہوگی اللہ سبحانہ تعالیٰ کے رُخِ انور کا دیدار۔ روزِ قیامت اُن کے چہرے ہر قسم کی ذلت و رسوائی کی سیاہی سے

محفوظ ہوں گے اور وہ ہمیشہ ہمیش جنت میں رہیں گے۔ اس کے برعکس اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والوں کے چہرے ذلت و رسوائی کی وجہ سے اندھیری رات کی طرح سیاہ ہوں گے۔ انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔ وہ ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہیں گے۔

آیات تا

مشرکین کے لیے اُن کے معبودوں کا کورا جواب

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَبِيْعًا	اور جس روز ہم جمع کریں گے اُن سب کو
ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا	پھر ہم کہیں گے اُن لوگوں سے جنہوں نے شرک کیا
مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَاَشْرَاكُكُمْ	اپنی جگہ ٹھہرے رہو تم اور تمہارے شریک بھی
فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ	پھر ہم پھوٹ ڈال دیں گے اُن کے درمیان
وَقَالَ اَشْرَاكُهُمْ	اور کہیں گے اُن کے شریک
مَا كُنْتُمْ اِيَّاكَ تَعْبُدُوْنَ ۝۲۸	تم ہماری تو عبادت نہیں کیا کرتے تھے۔
فَكَفَىٰ بِاللّٰهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ	پس کافی ہے اللہ گواہ ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان
اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ۝۲۹	بے شک ہم تمہاری عبادت سے بالکل بے خبر تھے۔
هٰنَالِكَ تَبْلُوْا كُلَّ نَفْسٍ مَّا اَسْلَفَتْ	وہاں جانچ لے گی ہر جان اُس عمل کو جو اُس نے آگے بھیجا تھا
وَرُدُّوْا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰهُمُ الْحَقِّ	اور وہ لوٹائے جائیں گے اللہ کی طرف جو اُن کا حقیقی

مالک ہے	
اور گم ہو جائے گا اُن سے جو وہ جھوٹ گھڑا کرتے تھے۔	وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوا يُفْتَرُونَ ﴿٣٦﴾

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ مشرکین کو اور اُن کے معبودوں یعنی فرشتوں، انبیاء اور اولیاء اللہ کو ایک ساتھ بلائے گا۔ اُس روز مشرکین کو اُن کے معبود صاف جواب دیں گے کہ ہم تمہاری عبادات یعنی دعاؤں، نذر و نیاز اور چادریں چڑھانے سے غافل تھے۔ اب مشرکین کے قدموں تلے سے زمین نکل جائے گی۔ جن سہاروں پر اُنہیں بھروسہ تھا وہ سب چھوٹ جائیں گے اور کوئی بھی اُنہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانہ سکے گا۔

آیات تا

سوچنے پر مجبور کر دینے والے سوالات

اے نبی! پوچھیے کون رزق دیتا ہے تمہیں آسمان اور زمین سے؟	قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ
یا کون اختیار رکھتا ہے کانوں اور آنکھوں پر؟	أَمَّنْ يَبْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ
اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردے سے	وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ
اور نکالتا ہے مردے کو زندہ سے؟	وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ
اور کون تدبیر کرتا ہے ہر کام کی؟	وَمَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ
پھر وہ کہیں گے اللہ	فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ
تو فرمائیے سو کیا تم اللہ کی نافرمانی سے نہیں بچو گے؟	فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٣٧﴾
پس وہی اللہ تمہارا حقیقی رب ہے	فَذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ

فَمَاذَا بَعَدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ	پھر کیا ہے حق کے بعد سوائے گم راہی کے؟
فَأَنَّى تُصْرِفُونَ ﴿۳۷﴾	پھر کہاں سے تم پھیرے جاتے ہو؟
كَذَلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ فَسَقُوا	اسی طرح سچ ثابت ہو گئی تیرے رب کی بات اُن لوگوں پر جنہوں نے نافرمانی کی
أَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۳۸﴾	کہ بے شک وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

ان آیات میں مشرکین سے چند ایسے سوالات (Searching questions) پوچھے گئے جو انہیں سوچنے اور حق کا اعتراف کرنے پر مجبور کرنے والے تھے۔ اُن سے پوچھا گیا کہ بتاؤ کون آسمان وزمین سے انسان کے لیے رزق پیدا فرماتا ہے؟ انسان کی سماعت و بصارت کس کے اختیار میں ہے؟ کون مردہ کو زندہ اور زندہ کو مردہ کر سکتا ہے؟ کائنات کے تمام معاملات کی تدبیر کون کرتا ہے؟ مشرکین تسلیم کرتے تھے کہ یہ سارے کام اللہ کے ہیں۔ اب انہیں ملامت کی گئی کہ جب تم مانتے ہو کہ تمہارا حقیقی پروردگار، مالک اور رازق اللہ تعالیٰ ہے تو پھر اُس کے ساتھ دوسروں کو شریک کیوں کرتے ہو؟ اُن سے سوال کیا جا رہا ہے کہ تم کہاں سے پھیرے جاتے ہو۔ گویا کوئی ایسا گم راہ کن شخص یا گروہ موجود ہے جو اپنے دنیوی مفادات کے لئے لوگوں کو صحیح رخ سے ہٹا کر غلط رخ پر پھیر رہا ہے۔ اسی بنا پر لوگوں کو سوچنے پر مجبور کیا جا رہا ہے کہ تم اندھے بن کر غلط رہ نمائی کرنے والوں کے پیچھے کیوں چلے جا رہے ہو، اپنی عقل سے کام لے کر سوچتے کیوں نہیں ہو؟

آیات تا

وہ کام جو صرف معبودِ حقیقی کر سکتا ہے

قُلْ هَلْ مِنْ شَرِكَاكُمْ مَن يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ	اے نبی! پوچھیے کیا تمہارے شریکوں میں سے کوئی ہے جو پہلی بار پیدا کرتا ہو مخلوق کو پھر دوبارہ بناتا ہو اُسے؟
---	---

قُلِ اللّٰهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ	فرمائیے اللہ ہی پہلی بار پیدا کرتا ہے مخلوق کو پھر وہی دوبارہ بناتا ہے اُسے
فَإِنِّي تُوفِّكُون ۝۳۲	تو کہاں سے تم بہکائے جاتے ہو؟
قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ	پوچھیے کیا تمہارے شریکوں میں سے کوئی ہے جو ہدایت دیتا ہو حق کی طرف؟
قُلِ اللّٰهُ يَهْدِي لِلْحَقِّ	فرمائیے اللہ ہی ہدایت دیتا ہے حق کی
أَفَمَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ	تو کیا جو ہدایت دیتا ہو حق کی طرف وہ زیادہ حق دار ہے کہ اُس کی پیروی کی جائے
أَمْ مَنْ لَا يَهْدِي إِلَّا أَنْ يُهْدَى	یا وہ جو ہدایت پا نہیں سکتا جب تک اُسے ہدایت دی نہ جائے؟
فَبَا لَكُمْ	تو کیا ہے تمہیں
كَيْفَ تَحْكُمُونَ ۝۳۳	تم کیسے فیصلے کرتے ہو؟
وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا	اور نہیں پیروی کرتے اُن میں سے اکثر مگر گمان کی
إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا	بلاشبہ گمان فائدہ نہیں دیتا حق کے مقابلے میں کچھ بھی
إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ۝۳۴	بے شک اللہ خوب جاننے والا ہے اُسے جو وہ کر رہے ہیں۔

یہ آیات مشرکین سے دو سوالات کے جوابات دریافت کر رہی ہیں۔ اول یہ کہ کون سا ایسا معبود ہے جس نے ہر مخلوق کو پہلی بار پیدا کیا اور وہ دوبارہ بھی ایسا کر سکتا ہے؟ دوم یہ کہ کون سا ایسا معبود ہے جو حق کے راستہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور اس کے لیے

ایسی شریعت عطا کرتا ہے جس سے ہر انسان کی جان، آبرو اور مال محفوظ ہو جاتا ہے؟ مشرکین یہ تسلیم کرنے پر مجبور تھے کہ یہ کام اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں لیکن وہ زبان سے اس حقیقت کا اقرار نہیں کرتے تھے۔ اس حقیقت کا اقرار کر کے انہیں آخرت کی جوابدہی کو بھی تسلیم کرنا پڑتا اور پھر خواہشات کی پیروی کے بجائے شریعت کی پیروی بھی کرنی پڑتی جس کے لئے وہ آمادہ نہیں تھے۔ اسی لیے ان سوالات کا جواب رسول اللہ ﷺ سے دلویا گیا کہ مذکورہ بالا تمام امور صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی انجام دے سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ شرک کرنے والے حق کی نہیں بلکہ محض اپنے گمانوں کی پیروی کرتے ہیں۔ بلاشبہ گمان حق کا نعم البدل ہو ہی نہیں سکتا۔

آیات تا

قرآن جیسی ایک سورت ہی لے آؤ

وَمَا كَانَ هَذَا الْقُرْآنُ أَنْ يُفْتَرَىٰ مِنْ دُونِ اللَّهِ	اور نہیں ہے یہ قرآن کہ بنا لیا جائے اللہ کے سوا
وَلَكِنْ تَصْدِيقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ	اور لیکن یہ تو تصدیق ہے اس سے پہلے نازل ہونے والی کتابوں کی
وَتَفْصِيلَ الْكِتَابِ	اور وضاحت ہے تمام کتابوں کی
لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۰﴾	کوئی شک نہیں اس میں کہ یہ تمام جہانوں کے رب کی طرف سے ہے۔
أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ	کیا وہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے گھڑ لیا ہے اسے؟
قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ	اے نبی! فرمائیے تو لے آؤ کوئی سورۃ اس جیسی
وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ	اور بلاؤ جن کو تم بلا سکتے ہو اللہ کے سوا

اگر تم سچے ہو۔	إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٣٨﴾
بلکہ انہوں نے جھٹلایا اُس کو جسے وہ نہ سمجھ سکے اُس کے علم کے اعتبار سے	بَلْ كَذَّبُوا بِآيَاتِهِمْ فَيَسْخَرُونَ مِنْهُمْ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ
اور ابھی نہیں آیا ان کے پاس اس جھٹلانے کا انجام	وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ
اسی طرح جھٹلایا اُن لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے	كَذَلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ
پھر دیکھ لو کیسا ہوا انجام ظالموں کا؟	فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ ﴿٣٩﴾

ان آیات میں قرآن حکیم کی عظمت کا بیان ہے۔ فرمایا کہ قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اگر کسی کو شک ہے تو اس جیسی ایک سورۃ ہی مقابلہ کے لیے پیش کرے۔ حقیقت یہ کہ وہ قرآن حکیم کی علمی و ادبی عظمتوں کو نہیں سمجھ سکتے اور اپنی عاجزی کا اعتراف کرنے کی بجائے اُسے جھٹلا رہے ہیں۔ انہیں اندازہ نہیں ہے کہ اس جھٹلانے کا انجام کس قدر دردناک ہوگا۔ کاش کہ وہ ماضی میں حق کو جھٹلانے والی قوموں کے انجام سے عبرت حاصل کرتے۔

آیات تا

ایمان نہ لانے والے مفسد ہیں

اور ان میں سے کچھ ایمان لائیں گے قرآن پر	وَمِنْهُمْ مَّنْ يُؤْمِنُ بِهِ
اور ان میں سے کچھ ایمان نہیں لائیں گے اس پر	وَمِنْهُمْ مَّنْ لَا يُؤْمِنُ بِهِ
اور اے نبی! آپ کا رب خوب جاننے والا ہے فساد کرنے والوں کو۔	وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِينَ ﴿٤٠﴾
اور اگر وہ آپ کو جھٹلائیں	وَإِنْ كَذَّبُوكَ

ع ۹

فَقُلْ لِي عَمَلِي وَلكُمْ عَمَلُكُمْ	تو فرما دیجیے میرے لیے میرا عمل ہے اور تمہارے لیے تمہارا عمل
اَنْتُمْ بَرِيْعُونَ مِمَّا اَعْمَلُ	تم بری ہو اُس سے جو میں کرتا ہوں
وَ اَنَا بَرِيْعٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۱۰﴾	اور میں بری ہوں اُس سے جو تم کرتے ہو۔

۱۰

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ مکہ والوں میں سے کچھ ایمان لے آئیں گے اور کچھ ایمان نہیں لائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ایمان نہ لانے والے مفسدوں کو خوب جانتا ہے۔ وہ دنیا کا منہ تو یہ کہہ کر بند کر سکتے ہیں کہ ہماری سمجھ میں بات نہیں آئی لیکن اللہ تعالیٰ کو دھوکا نہیں دے سکتے۔ اللہ تعالیٰ قلب و ضمیر کے چھپے ہوئے رازوں سے واقف ہے۔ وہ اُن میں سے ایک ایک شخص کے متعلق جانتا ہے کہ کس کس طرح اُس نے سن کر بھی نہ سنا، اپنے ضمیر کی آواز کو دبا دیا، اپنے قلب میں حق کی شہادت کو ابھرنے سے روکا، اپنے ذہن سے قبول حق کی صلاحیت کو مٹایا اور حق کے مقابلہ میں اپنے تعصبات، دنیوی مفادات اور نفس کی خواہشات کو ترجیح دی۔ اس بنا پر وہ معصوم گمراہ نہیں بلکہ درحقیقت مفسد ہیں۔ اتنے واضح حقائق سامنے آنے کے باوجود اگر وہ نہیں مانتے تو نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ وہ اعلان کر دیں کہ میرے لیے میرا عمل ہے اور تمہارے لیے تمہارا عمل۔ میں تمہارے سیاہ اعمال سے صاف صاف اعلانِ براءت کرتا ہوں۔

آیات تا

سردارانِ قریش کا مکرو فریب

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَعْوْنَ اِلَيْكَ	اور اے نبی! اُن میں سے کچھ سنتے ہیں بظاہر کان لگا کر آپ کی طرف
اَفَاَنْتَ تَسْمِعُ الصُّمَّ	تو کیا آپ سنا سکتے ہیں بہروں کو

وَلَوْ كَانُوا لَا يَعْقِلُونَ ﴿٣٢﴾	اور اگرچہ وہ کچھ نہ سمجھتے ہوں؟
وَمِنْهُمْ مَّنْ يَنْظُرُ إِلَيْكَ	اور اُن میں سے کچھ وہ ہیں جو بظاہر دیکھتے ہیں آپ کی طرف
أَفَأَنْتَ تَهْدِي الْعُمْيَ	تو کیا آپ ہدایت کی راہ دکھا سکتے ہیں اندھوں کو
وَلَوْ كَانُوا لَا يُبْصِرُونَ ﴿٣٣﴾	اور اگرچہ وہ کچھ نہ دیکھتے ہوں؟
إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا	بے شک اللہ ظلم نہیں کرتا لوگوں پر کچھ بھی
وَلَكِنَّ النَّاسَ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٣٤﴾	اور لیکن لوگ ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔
وَيَوْمَ يُحْشَرُهُمْ	اور جس روز اللہ جمع کرے گا انہیں
كَانَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ	(وہ سمجھیں گے) گویا وہ نہیں ٹھہرے (دنیا میں) مگر ایک گھڑی دن کی
يَتَعَارَفُونَ بَيْنَهُمْ	پہچان لیں گے آپس میں ایک دوسرے کو
قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِلِقَاءِ اللَّهِ	یقیناً خسارے میں رہے وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا اللہ سے ملنے کو
وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ﴿٣٥﴾	اور وہ نہ ہوئے ہدایت پانے والے۔

سردارِ قریش اپنے عوام پر یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے تھے کہ وہ بلا وجہ نبی اکرم ﷺ کی مخالفت نہیں کر رہے بلکہ اپنی مخالفت میں مخلص ہیں۔ اپنے خلوص کے اظہار کے لیے وہ نبی اکرم ﷺ کی محفل میں جا کر بیٹھتے اور بظاہر بڑی توجہ سے آپ ﷺ کی باتیں سنتے اور آپ ﷺ کی طرف دیکھتے۔ لیکن اُن کا مقصد حق کو سمجھنا نہیں بلکہ جھوٹے اخلاص کو ظاہر کرنا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسے مکروفریب کرنے والے کبھی ہدایت نہیں پاسکتے۔ اللہ تعالیٰ نے تو انہیں سننے کو کان، دیکھنے کو

آنکھیں اور فہم و بصیرت کے لیے دل و دماغ سب کچھ عطا کیا ہے تاکہ وہ حق اور باطل میں تمیز کر سکیں۔ پھر اگر وہ ان صلاحیتوں سے کام نہ لے کر عذاب کے مستحق بنتے ہیں تو یہ اُن کا اپنا ہی قصور ہے، اللہ تعالیٰ کبھی کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ روزِ قیامت وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے تو دنیا کی زندگی کو انتہائی مختصر تصور کریں گے۔ بلاشبہ جن لوگوں نے آخرت کی تیاری نہیں کی وہ بہت بڑے خسارے میں چلے گئے۔

آیات تا

رسولؐ کی آمد قوم کے لیے نازک مرحلہ

اور اے نبی! اگر ہم دکھادیں آپؐ کو اُس عذاب کا کچھ حصہ جس سے ہم ڈرا رہے ہیں انہیں	وَأَمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ
یا ہم وفات دے دیں آپؐ کو	أَوْ نَتَوَقَّعَنَّكَ
پھر ہماری طرف ہی اُن کا لوٹنا ہے	فَالْيَنَّا مَرْجِعُهُمْ
پھر اللہ گواہ ہے اُس پر جو وہ کر رہے ہیں۔	ثُمَّ اللَّهُ شَهِيدٌ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ ﴿٦٦﴾
اور ہر امت کے لیے ایک رسولؐ ہے	وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَسُولٌ
تو جب آگیا اُن کا رسولؐ	فَإِذَا جَاءَ رَسُولُهُمْ
فیصلہ کر دیا جاتا ہے اُن کے درمیان عدل کے ساتھ	فُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ
اور اُن پر ظلم نہیں کیا جاتا۔	وَهُمْ لَا يَظْلَمُونَ ﴿٦٧﴾

ان آیات میں بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر امت کی طرف ایک رسول بھیجا۔ البتہ رسولؐ کی آمد قوموں کے لیے نازک مرحلہ بن جاتی ہے۔ رسولؐ آکر اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کا حق ادا کر دیتا ہے۔ اب اگر رسولؐ کی تعلیمات پر عمل کیا جائے تو بھلائی ہی بھلائی

ہے اور اگر رسولؐ کی نافرمانی کی جائے تو بربادی ہی بربادی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ حق کے دشمنوں پر عذاب آپ ﷺ کے سامنے ہی آجائے گا۔ اگر ایسا نہ ہوا تو بھی اللہ تعالیٰ ان کے جرائم پر گواہ ہے وہ اُسی کی طرف لوٹ کر جائیں گے اور اُس کی سزا سے بچ نہ سکیں گے۔

آیات تا

نبی اکرم ﷺ کا اظہارِ عاجزی

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ	اور وہ کہتے ہیں کب پورا ہو گا یہ (عذاب کا) وعدہ
إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٣٨﴾	اگر تم سچے ہو؟
قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا	اے نبی! فرمائیے میں اختیار نہیں رکھتا خود اپنے لیے کسی نقصان کا اور نہ ہی کسی نفع کا
إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ	سوائے اس کہ جو چاہے اللہ
لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ	ہر امت کے لیے ایک وقت مقرر ہے
إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ	جب آجائے گا ان کا مقررہ وقت
فَلَا يَسْتَاخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِرُونَ ﴿٣٩﴾	تو نہ وہ پیچھے ہٹتے ہیں ایک گھڑی اور نہ وہ آگے بڑھتے ہیں۔
قُلْ أَرَأَيْتُمْ	فرمائیے کیا تم نے دیکھا
إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُهُ بَيَاتًا أَوْ نَهَارًا	اگر آجائے تم پر اُس کا عذاب رات کو یا دن کو
مَا ذَا يُسْتَعْجَلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُونَ ﴿٤٠﴾	وہ کیا چیز ہے کہ جلدی طلب کر رہے ہیں اس عذاب

سے مجرم لوگ؟	
کیا پھر جب عذاب نازل ہو جائے گا تب ایمان لاؤ گے اُس پر؟	اَنْتُمْ اِذَا مَا وَقَعَ اَمَنْتُمْ بِهِ
(اُس وقت کہا جائے گا) کیا اب (ایمان لاتے ہو)؟	اَلْاٰلَنَ
حالاں کہ یقیناً تم اسی کو جلدی طلب کیا کرتے تھے۔	وَقَدْ كُنْتُمْ بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ ﴿۵۱﴾
پھر کہا جائے گا اُن لوگوں سے جنہوں نے ظلم کیا	ثُمَّ قِيلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا
چکھو دائمی عذاب کا مزہ	ذُوقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ
تمہیں بدلہ نہیں دیا جائے گا مگر اُسی کا جو تم کمایا کرتے تھے۔	هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۵۲﴾
اور وہ پوچھتے ہیں آپ سے کیا سچ ہے یہ بات؟	وَيَسْتَنْبِغُوْنَكَ اَحَقُّ هُوَ
فرمائیے ہاں قسم ہے میرے رب کی بے شک وہ یقیناً سچ ہے	قُلْ اِیَّیْ وَرَبِّیْ اِنَّهُ لَحَقٌّ
اور تم نہیں ہو بے بس کرنے والے (اللہ کو)۔	وَمَا اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۳﴾

۵۳

مشرکین نبی اکرم ﷺ سے پوچھا کرتے تھے بتائیے وہ عذاب کب آئے گا جس سے ہمیں ڈرایا جا رہا ہے؟ آپ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ اُنہیں بتادیں کہ میں تو اپنی ذات کے بارے میں بھی کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔ مجھے اتنا معلوم ہے کہ ہر اُمت کے لیے مہلت کی ایک مدت ہے۔ مہلت کے ختم ہونے کے بعد وہ ایک گھڑی بھی عذابِ الہی کو ٹال نہ سکیں گے۔ اب آخر وہ کس بات کا انتظار کر رہے ہیں، رات میں آنے والے عذاب کا یا دن میں آنے والے عذاب کا؟ کیا وہ عذاب آنے کے بعد ایمان لائیں گے؟ نہیں! اُس وقت اُن کا ایمان قبول نہیں کیا جائے گا بلکہ کہا جائے گا کہ اپنے سیاہ اعمال کا مزہ چکھو۔ مشرکین پوچھتے تھے کہ کیا

واقعی عذاب کی دھمکی برحق ہے؟ آپ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ اُن کو آگاہ کر دیں کہ میرے رب کی قسم وہ حق ہے اور تم اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچ نہ سکو گے۔

آیات تا

دنیا داروں کی حسرت و بے بسی

وَلَوْ أَنَّ لِلْكَافِرِينَ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْأَرْضِ	اور اگر واقعی ہر اُس شخص کے لیے جس نے ظلم کیا وہ سب کچھ ہو جو زمین میں ہے
لَا فِتْنَةٌ بِهِمْ	تو وہ ضرور فتنہ میں دے دے گا اُسے
وَأَسْرَوْا النَّدَامَةَ لَبَّاءُ الْعَذَابِ	اور وہ چھپائیں گے ندامت کو جب دیکھیں گے عذاب
وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ	اور فیصلہ کیا جائے گا اُن کے درمیان عدل کے ساتھ
وَهُمْ لَا يَظْلُمُونَ ﴿٥٣﴾	اور اُن پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔
أَلَا إِنَّ اللَّهَ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ	جان لو! بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے
أَلَا إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ	جان لو! یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے
وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٤﴾	اور لیکن اُن میں سے اکثر نہیں جانتے۔
هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ	وہی زندگی دیتا ہے اور موت دیتا ہے
وَالِيهِ تُرْجَعُونَ ﴿٥٥﴾	اور اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

جب قیامت برپا ہوگی تو دنیا داروں کے پاؤں تلے سے زمین نکل جائے گی۔ جس حقیقت کو جھٹلا کر یا اُس سے غفلت برت کر ساری زندگی غلط کاموں میں کھپا دی، اب اُسے اچانک دیکھ کر وہ شدید ندامت و حسرت سے دوچار ہوں گے۔ بالفرض اگر کسی مجرم کے پاس دنیا بھر کے خزانے اور مال و دولت موجود ہوں تو وہ یہ سب کچھ دے دلا کر عذاب سے اپنی جان چھڑانا چاہے گا لیکن یہ بات وہاں ممکن نہ ہوگی۔ مسلم شریف میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

"قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کم سے کم عذاب والے دوزخی سے فرمائیں گے اگر تمہارے پاس دنیا و مافیہا کی دولت موجود ہو تو کیا تم اُسے فدیہ میں دے دو گے؟ وہ کہے گا ہاں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تو تم سے دنیا میں اس سے آسان تر بات طلب کی تھی اور کہا تھا کہ اگر تم اس بات (یعنی توحید) پر قائم رہے تو میں تمہیں جہنم میں داخل نہ کروں گا مگر تم شرک پر اڑے رہے۔"

مجرم ندامت کو اس لیے چھپانا چاہیں گے کہ انہوں نے غلط راستہ لاعلمی یا جہالت کی بنا پر نہیں بلکہ ضد، ہٹ دھرمی اور تعصب کی بنا پر اختیار کیا تھا۔ لیکن اب نہ وہ ندامت کو چھپا سکیں گے اور نہ ہی رسوائی سے بچ سکیں گے۔ یہ ساری باتیں یقینی حقائق ہیں لیکن انسانوں کی اکثریت ان سے غافل ہے۔

آیات تا

انسانوں کے لیے سب سے بڑی نعمت: قرآنِ حکیم

اے لوگو! یقیناً آچکی ہے تمہارے پاس نصیحت تمہارے رب کی طرف سے	يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ
اور شفا ان بیماریوں کی جو سینوں میں ہیں	وَشَفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ
اور ہدایت اور رحمت مومنوں کے لیے۔	وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٥٤﴾
اے نبی! فرمائیے اللہ کے فضل اور اُس کی رحمت سے	قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ

(یہ کتاب نازل ہوئی ہے)	
تو اسی پر پس چاہیے کہ وہ خوشی منائیں	فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا
یہ بہتر ہے اُس (مال و دولت) سے جو وہ جمع کرتے ہیں۔	هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ﴿۵۱﴾

یہ آیات قرآن کریم کی عظمت کی چار شاخیں بیان کر رہی ہیں:

- i. قرآن کریم انسانوں کے دلوں کو نرم کرنے یعنی انہیں غفلت سے نکالنے والی نصیحت ہے۔
 - ii. یہ انسانوں کی باطنی بیماریوں یعنی دنیا کی محبت سے پیدا ہونے والی برائیوں کا علاج ہے۔
 - iii. یہ انسانوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح کے لیے ہدایت فراہم کرتا ہے۔
 - iv. یہ ایسے مومنوں کے لیے دنیا و آخرت میں رحمت کا باعث ہے جو اس کی دی ہوئی ہدایت پر عمل کرتے ہیں۔
- آیت میں فرمایا کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل کا مظہر ہے۔ لوگوں کو چاہیے کہ وہ اس نعمت کے حصول پر خوشیاں منائیں۔ قرآن کریم کو سمجھنے، اس پر عمل کرنے، اس کے احکام کو نافذ کرنے اور اس کی تعلیمات کو دوسروں تک پہنچانے والی خدمت اُس روپے پیسے سے کہیں بہتر ہے جو دنیا دار لوگ جمع کرتے ہیں۔

آیات تا

حلال و حرام کرنے کا اختیار اللہ اور رسولؐ کا ہے

اے نبی! فرمائیے کیا تم نے دیکھا جو نازل کیا ہے اللہ نے تمہارے لیے رزق	قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ لَكُمْ مِنْ رِزْقٍ
تو تم نے بنالیا ہے اُس میں سے کچھ حرام اور کچھ حلال	فَجَعَلْتُمْ مِنْهُ حَرَامًا وَحَلَالًا
فرمائیے کیا اللہ نے اجازت دی ہے تمہیں	قُلْ أَلَا أَدْنٰ لَكُمْ

۵۹	أَمْرٌ عَلَى اللَّهِ تَفْتَرُونَ	یا اللہ پر تم جھوٹ گھڑ رہے ہو؟
	وَمَا ظَنُّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ	اور کیا گمان ہے اُن لوگوں کا، جو گھڑ رہے ہیں اللہ پر جھوٹ، روزِ قیامت کے بارے میں
	إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ	بے شک اللہ یقیناً فضل کرنے والا ہے لوگوں پر
۶۰	وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ	اور لیکن اُن میں سے اکثر شکر نہیں کرتے۔

ع

ان آیات میں ایسے مذہبی پیشواؤں کو سرزنش کی گئی کہ جو من گھڑت فیصلوں سے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ رزق کو کسی پر حلال اور کسی پر حرام ٹھہراتے ہیں۔ اسی طرح یہ آیات اُن نام نہاد روشن خیال دانش وروں کو بھی تنبیہ کر رہی ہیں جو حلال و حرام کے معاملہ میں اپنی ذاتی رائے کو دخل دیتے ہیں۔ قرآن و سنت کی سند کے بغیر جس چیز کو چاہا حلال قرار دے دیا، جس کو چاہا حرام کہہ دیا۔ باز پرس کی گئی کہ تمہیں یہ اختیار کس نے دیا ہے؟ یہ تمہارے من گھڑت فیصلے ہیں جن کی سزا تمہیں روزِ قیامت مل کر رہے گی۔ کسی چیز یا کسی فعل کے حلال یا حرام ہونے کا دار و مدار انسانی رائے پر نہیں بلکہ وہ خالص اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کا حق ہے۔

آیت

تلاوتِ قرآن... اللہ تعالیٰ کا محبوب عمل

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ	اور اے نبی! نہیں ہوتے آپ کسی حال میں
وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ	اور نہیں تلاوت کرتے آپ اُس کی طرف سے (نازل شدہ) قرآن میں سے
وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ	اور اے لوگو! تم نہیں کرتے کوئی بھی عمل

مگر ہم ہوتے ہیں تم پر گواہ جب تم مشغول ہوتے ہو اُس میں	إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ
اور نہیں پوشیدہ ہوتی آپ کے رب سے کوئی چیز ذرہ برابر بھی زمین میں اور نہ آسمان میں	وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ
اور نہ کوئی چھوٹی چیز ہے اُس سے اور نہ بڑی	وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرَ
مگر وہ واضح کتاب میں ہے۔	إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ﴿٦١﴾

اس آیت میں فرمایا گیا کہ اے نبی ﷺ! آپ کسی حال میں نہیں ہوتے اور اے لوگو! تم کوئی عمل نہیں کر رہے ہوتے مگر اللہ تعالیٰ اُسے دیکھ رہا ہوتا ہے۔ خاص طور پر ایک عمل کا نام لے کر ذکر کیا گیا اور وہ ہے تلاوتِ کلامِ پاک۔ اللہ تعالیٰ کو یہ عمل بہت پسند ہے کہ اُس کا کوئی بندہ دیگر مصروفیات دنیا کو چھوڑ کر اُس کی کتاب کی تلاوت کر رہا ہو۔ آیت میں مزید فرمایا گیا کہ کائنات میں ذرہ برابر شے اور چھوٹے سے چھوٹا عمل بھی ہر وقت اللہ تعالیٰ کی نگاہ اور اُس کے علم میں ہوتا ہے۔ علمِ الہی کی وسعت کے اس بیان سے نبی اکرم ﷺ کے لیے تسلی ہے کہ آپ ﷺ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی نگاہ اور اُس کی حفاظت میں ہیں۔ اچھے عمل کرنے والوں کے لیے بشارت ہے کہ جس کے لیے وہ محنت کر رہے ہیں وہ اُن کی ہر نیکی سے واقف ہے۔ نافرمانیاں کرنے والوں کے لیے دھمکی ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی ہر حرکت کو دیکھ رہا ہے اور انہیں اس کی سزا مل کر رہے گی۔

آیات تا

اللہ تعالیٰ کے دوست کون ہیں؟

سنو! بے شک جو اللہ کے دوست ہیں	أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ
نہ کوئی خوف ہے اُن پر	لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٢٢﴾	اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔
الَّذِينَ آمَنُوا	یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے
وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿٢٣﴾	اور بچتے رہے اللہ کی نافرمانی سے۔
لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ	اُن کے لیے خوش خبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں
لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ	کوئی تبدیلی نہیں اللہ کی باتوں میں
ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٢٤﴾	یہی ہے بہت بڑی کامیابی۔
وَلَا يَحْزَنُكَ قَوْلُهُمْ	اور اے نبی! نہ غمزدہ کرے آپ کو اُن کی بات
إِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا	بے شک عزت اللہ ہی کے اختیار میں ہے ساری
هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٢٥﴾	وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔

ان آیات میں فرمایا کہ اللہ کے دوست یعنی اولیاء اللہ وہ پاک باز ہستیاں ہیں جو ایمان کی دولت اور تقویٰ کی سعادت سے سرفراز ہوتی ہیں۔ یعنی اُن کے دل نورِ ایمان سے منور اور اعمال اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے مزین ہوتے ہیں۔ اُن کے لیے دنیا میں چین سکون اور آخرت میں جنت کی دائمی نعمتوں کی بشارتیں ہیں۔ نہ اُنہیں ماضی کے حادثات و واقعات کا افسوس ہوتا ہے اور نہ وہ مستقبل کے اندیشوں سے پریشان ہوتے ہیں۔ راضی برضائے رب کی کیفیت ہر وقت اُن کے شامل حال ہوتی ہے۔ یہ عزت کا مقام اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ لہذا نبی اکرم ﷺ اور دیگر اہل ایمان کو کافروں کی گستاخیوں اور الزام تراشیوں کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔

آیات تا

شرک کی بنیاد یقین نہیں گمان ہے

اَلَا اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ	سنو! بے شک اللہ کے اختیار میں ہے جو کوئی آسمانوں میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے
وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَاءَ	اور وہ جو پیروی کر رہے ایسے لوگ جو پکارتے ہیں اللہ کے سوا دوسرے شریکوں کو
اِنْ يَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ	وہ پیروی نہیں کر رہے مگر گمان کی
وَ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿٦١﴾	اور کچھ نہیں اس کے سوا کہ وہ قیاس آرائیاں کر رہے ہیں۔
هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ اَنْبِيَاۗءَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ	وہی ہے اللہ جس نے بنائی تمہارے لیے رات تاکہ تم آرام کرو اس میں
وَالنَّهَارِ مُبْصِرًا	اور بنیادوں کو روشن
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿٦٢﴾	بے شک اس میں یقیناً نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو سنتے ہیں۔

ان آیات میں آگاہ کیا گیا کہ شرک کی بنیاد گمان اور اندازے ہیں جب کہ توحید کی بنیاد ایسے ٹھوس حقائق ہیں جن کے مشاہدات و تجربات انسان بار بار کر رہا ہے۔ ان حقائق میں سے ایک یہ ہے کہ کائنات کی ہر شے اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں اور اُسی کے حکم سے کام کر رہی ہے۔ ان میں سے ایک مثال رات اور دن کے نظام کی ہے۔ معبودِ واحد اللہ تعالیٰ ہی نے رات کو مخلوقات کے سکون اور دن کو معاشی جدوجہد کے لیے بنایا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایسا مظہر ہے جس میں معبودِ حقیقی کی معرفت کی کئی نشانیاں ہیں لیکن اُن کے لیے جو واقعی کھلے کانوں سے حقائق کو سنتے ہیں۔

آیات تا

اللہ تعالیٰ کو اولاد کی کوئی ضرورت نہیں

قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا	انہوں نے کہا بنا لیا ہے اللہ نے بیٹا
سُبْحَنَهُ	وہ تو پاک ہے
هُوَ الْغَنِيُّ	وہ تو کسی کا محتاج نہیں
لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ	اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے
إِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ بِهٰذَا	نہیں ہے تمہارے پاس کوئی دلیل اس کی
أَتَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٦٨﴾	کیا تم کہتے ہو اللہ کے بارے وہ بات جو تم نہیں جانتے۔
قُلْ إِنَّ الدِّينَ يَفْتَرُون عَلَى اللَّهِ الْكُذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ﴿٦٩﴾	اے نبی! فرمائیے بے شک جو لوگ گھڑتے ہیں اللہ پر جھوٹ وہ کامیاب نہیں ہوں گے۔
مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا	کچھ فائدہ ہے دنیا میں
ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ	پھر ہماری ہی طرف اُن کا لوٹنا ہے
ثُمَّ نُنْزِلُهُمْ الْعَذَابَ الشَّدِيدَ بِمَا كَانُوا	پھر ہم چکھائیں گے انہیں سخت عذاب اس وجہ سے کہ

وہ کفر کیا کرتے تھے۔	یَعْتَذِرُونَ ۱۱
----------------------	------------------

یہ آیات اس گم راہ کن تصور کی نفی کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بھی کوئی اولاد ہے۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے یعنی اُسے انسانوں کی طرح یہ کم زوریاں لاحق نہیں کہ بڑھاپے میں اولاد کے سہارے کی حاجت ہو اور مرنے کے بعد نسل جاری رکھنے کے لیے اولاد کی ضرورت ہو۔ گویا وہ اُن محتاجیوں سے بے نیاز ہے جن کی وجہ سے فانی انسانوں کو اولاد کی یا بیٹی کی ضرورت پیش آتی ہے۔ زمین و آسمان میں سب انسان اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ اُن میں سے کسی کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کا ایسا کوئی مخصوص ذاتی تعلق نہیں ہے کہ سب کو چھوڑ کر اُسے وہ اپنا بیٹا یا اکلوتا یا ولی عہد قرار دے لے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد منسوب کرتے ہیں وہ بدترین جھوٹ گھڑ رہے ہیں۔ یہ لوگ دنیا میں کچھ عرصہ سرکشی کر لیں۔ عن قریب قیامت میں اُنہیں بدترین عذاب کا مزہ چکھنا ہو گا۔

آیات تا

حضرت نوحؑ کا پر سوز وعظ

اور اے نبی! سنائیے انہیں نوحؑ کی خبر	وَآتِلْ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ
جب کہا انہوں نے اپنی قوم سے	إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ
اے میری قوم! اگر گراں گزرتا ہے تم پر میرا کھڑا ہونا اور میرا نصیحت کرنا اللہ کی آیات کے ساتھ	يَقَوْمِ إِنْ كَانَ كَبْرَ عَلَيْكُمْ مَقَامِي وَتَذَكِيرِي بِآيَاتِ اللَّهِ
تو اللہ ہی پر میں نے بھروسہ کر لیا ہے	فَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْتُ
پس جمع کر لو اپنی تدبیر کو اور اپنے شریکوں کو	فَاجْبِعُوا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ
پھر نہ رہے اپنے معاملہ میں تم پر کوئی شبہ	ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً

پھر کر گزرو میرے ساتھ (جو کر سکتے ہو)	ثُمَّ اقْضُوا إِلَيَّ
اور مجھے مہلت نہ دو۔	وَلَا تُظِرُّونَ ﴿٥٠﴾
پھر اگر تم رخ پھرتے ہو	فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ
تو میں نے نہیں مانگا تم سے کچھ اجر	فَمَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ
نہیں ہے میرا اجر مگر اللہ کے ذمے	إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ
اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ہو جاؤں فرماں برداروں میں سے۔	وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٥١﴾
پھر انہوں نے جھٹلایا اسے	فَكَذَّبُوهُ
تو ہم نے نجات دی اُسے اور انہیں جو اُس کے ساتھ تھے کشتی میں	فَنَجَّيْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلِّ
اور ہم نے بنادیا انہیں جانشین (زمین میں)	وَجَعَلْنَاهُمْ خَلِيفَاف
اور ہم نے غرق کر دیا اُن لوگوں کو جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو	وَاعْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا
پس دیکھو کیسا ہوا انجام اُن کا جنہیں خبردار کر دیا گیا تھا۔	فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِينَ ﴿٥٢﴾

ان آیات میں حضرت نوحؑ کا پر سوز وعظ بیان ہوا جو انہوں نے اپنی تبلیغ کے آخری دور میں قوم کے سامنے پیش کیا۔ انہوں نے قوم سے کہا کہ دیکھو اگر میرا نصیحت کرنا تمہیں پسند نہیں تو پھر میرے خلاف جو سازش کر سکتے ہو کر گزرو۔ اگر تمہارا ضمیر تمہیں ایسا کرنے سے روکے تو سوچو کہ میری تبلیغ بے غرض اور خلوص پر مبنی ہے۔ میں نے تم سے کبھی کوئی نذرانہ یا حق خدمت نہیں

مانگا۔ میرا جرتو بس یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جائے۔ قوم نے آپ کی بات نہیں مانی اور اللہ تعالیٰ نے بالآخر پوری قوم کو ایک طوفان کے ذریعہ ہلاک کر دیا۔ صرف اہل ایمان سلامت رہے جنہیں زمین میں خلافت دے دی گئی اور نسل انسانی پھر اُن ہی سے آگے چلی۔ اس واقعہ کے بیان کا ایک مقصد تو نبی اکرم ﷺ کو تسلی دینا ہے کہ آپ ﷺ کے ساتھ وہی کچھ مخالفین کر رہے ہیں جو سابقہ پیغمبروں کے ساتھ کیا گیا۔ آپ ﷺ بھی اُن پیغمبروں کی طرح صبر کیجیے اور اپنا کام جاری رکھیے۔ بیان کا دوسرا مقصد مخالفین کو متنبہ کرنا ہے کہ اگر تم اپنی ضد اور ہٹ دھرمی سے باز نہ آئے تو تمہارا بھی وہی انجام ہوگا جیسا ماضی میں حق کو جھٹلانے والوں کا ہوا تھا۔

آیت

سرکشوں کی محرومی

پھر ہم نے بھیجے نوحؑ کے بعد کئی رسولؑ اُن کی قوموں کی طرف	ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِ رُسُلًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ
تو وہ لائے اُن کے پاس روشن دلائل	فَجَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ
پس وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لاتے اُس پر جسے وہ جھٹلا چکے تھے پہلے	فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِمَا كَذَّبُوا بِهِ مِنْ قَبْلُ
اسی طرح ہم مہر لگا دیتے ہیں سرکشوں کے دلوں پر۔	كَذَٰلِكَ نَطْبَعُ عَلَىٰ قُلُوبِ الْمُعْتَدِينَ ﴿٥٠﴾

اس آیت میں حضرت نوحؑ کے بعد آنے والے رسولوںؑ کا ذکر ہے۔ ان رسولوںؑ میں حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ، حضرت لوطؑ اور حضرت شعیبؑ شامل ہیں۔ ان رسولوںؑ کو اُن کی قوموں نے جھٹلایا اور ضد اور ہٹ دھرمی کے ساتھ جھٹلانے کے جرم پر اڑے رہے۔ جس بات کو ماننے سے ایک دفعہ انکار کیا، اُسے پھر کسی تلقین اور کسی معقول سے معقول دلیل سے بھی نہیں مانا۔ بار

بار سمجھانے کے باوجود جب وہ سرکشی میں حد سے گزر گئے تو اللہ تعالیٰ نے بطور سزا ان کے دلوں پر مہر لگادی اور انہیں ایمان لانے کی سعادت سے محروم کر دیا۔ گویا ان پر ایسی بھٹکار پڑی کہ انہیں پھر کبھی راہِ راست پر آنے کی توفیق نہیں ملی۔

آیات تا

حضرت موسیٰؑ اور آلِ فرعون کی کشمکش

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمُ مُوسَىٰ وَهَارُونَ	پھر ہم نے بھیجا ان رسولوں کے بعد موسیٰؑ اور ہارونؑ کو
إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ بِآيَاتِنَا	فرعون اور اُس کے سرداروں کی طرف اپنی نشانیوں کے ساتھ
فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ﴿٤٥﴾	تو فرعونیوں نے تکبر کیا اور وہ مجرم لوگ تھے۔
فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا	پھر جب آیا ان کے پاس حق ہماری طرف سے
قَالُوا إِنَّ هَٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿٤٦﴾	انہوں نے کہا بے شک یہ یقیناً واضح جادو ہے
قَالَ مُوسَىٰ أَتَقُولُونَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَكُمْ	فرمایا موسیٰؑ نے کیا تم کہتے ہو (ایسی بات) حق کے بارے میں جب وہ آیا تمہارے پاس
أَسِحْرٌ هَٰذَا	کیا یہ جادو ہے؟
وَلَا يَفْلَحُ السَّحَرُونَ ﴿٤٧﴾	حالاں کہ کامیاب نہیں ہوا کرتے جادو گر۔
قَالُوا أَجَعَلْنَا لِتِلْكَ آيَاتِنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا	انہوں نے کہا کیا تم آئے ہو ہمارے پاس تاکہ پھر دو ہمیں اُس راہ سے ہم نے پایا جس پر اپنے باپ دادا کو
وَتَكُونُ لَكُمْ الْكِبْرِيَاءُ فِي الْأَرْضِ	اور ہو جائے تم دونوں بھائیوں کے لیے بڑائی زمین میں

وَمَا نَحْنُ لَكُمْ بِمُؤْمِنِينَ ﴿۹﴾

اور ہم تمہاری باتوں کو ماننے والے نہیں ہیں۔

ان آیات میں حضرت موسیٰ کی آلِ فرعون کے ساتھ کشمکش کا بیان ہے۔ جب حضرت موسیٰ اور حضرت ہارونؑ نے آلِ فرعون کے سامنے حق کی دعوت پیش کی اور انہیں اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ معجزات دکھائے تو انہوں نے اسے جادو قرار دیا۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ تم حق پر جادو ہونے کا بہتان لگا رہے ہو حالاں کہ جادو کرنے والے آج تک کہیں حکومت و اقتدار حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے۔ یہ حقیقت سننے کے باوجود فرعونیوں نے الزام لگایا کہ تم دونوں بھائی مصر میں اپنی سرداری اور بڑائی قائم کرنا چاہتے ہو۔ یہ بیان دراصل نبی اکرم ﷺ کے لیے دل جوئی ہے کہ اہل حق کو ہمیشہ اہل باطل سے اس طرح کے بہتان سننے پڑتے ہیں اور صبر و ثبات کا مظاہرہ کرنا پڑتا ہے۔

آیات تا

اللہ تعالیٰ حق کا سچ ہونا ثابت کر دیتا ہے

وَقَالَ فِرْعَوْنُ اَنْتَوْنِي بِكُلِّ سِحْرِ عَلِيمٍ ﴿۹﴾	اور کہا فرعون نے لے آؤ میرے پاس تمام ماہر جادو گر
فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ	پھر جب آگئے جادو گر
قَالَ لَهُمْ مُوسٰى	فرمایا ان سے موسیٰ نے
اَلْقُوا مَا اَنْتُمْ مُلْقُونَ ﴿۱۰﴾	ڈالو جو تم ڈالنے والے ہو۔
فَلَمَّا اَلْقَوْا	تو جب انہوں نے ڈالا
قَالَ مُوسٰى مَا جِئْتُمْ بِهٖ السِّحْرِ	فرمایا موسیٰ نے جو کچھ تم لائے ہو وہ جادو ہے
اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُہٗ	بے شک اللہ عن قریب جھوٹ ثابت کر دے گا اسے

بے شک اللہ نہیں سنوارتا شریروں کے کام۔	إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ۝۸۱
اور سچا ثابت کر دیتا ہے اللہ حق کو اپنے ارشادات سے	وَيُحِقُّ اللَّهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ
اور اگرچہ ناپسند کریں مجرم۔	وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ۝۸۲

ع ۱۲

فرعونیوں نے تمام جادو گروں کو جمع کیا تا کہ حضرت موسیٰؑ کے پیش کردہ معجزوں کو جادو کی کارستانی ثابت کر سکیں۔ جادو گروں نے اپنی شعبہ بازی دکھائی اور اُن کی پھینکی ہوئی رسیاں اور لاٹھیاں لوگوں کو سانپوں کی طرح حرکت کرتی ہوئی نظر آئیں۔ اُس وقت حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ جو کچھ تم نے پیش کیا ہے یہ جادو ہے اور جو میں پیش کر رہا ہوں وہ جادو نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ معجزہ ہے جو تمہاری ان تمام شعبہ بازیوں کا خاتمہ کر دے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ کسی جگہ حق و باطل کا معرکہ درپیش ہو اور مصلح کے مقابلہ میں مفسد کھڑے ہوں تو اللہ تعالیٰ حق کی مدد کرتا ہے اور سچ کو سچ ثابت کر کے دکھاتا ہے۔

آیات تا

حق کا ساتھ دینے میں سبقت نوجوان کرتے ہیں

پھر کہنا ماننے والا کوئی نہیں تھا موسیٰؑ کا مگر کچھ لڑکے اُن کی قوم کے	فَمَا أَمَنَ لِمُوسَىٰ إِلَّا ذُرِّيَّتُهُ مِّن قَوْمِهِ
ڈرتے ہوئے فرعون اور اپنے سرداروں سے کہ کہیں وہ فتنے میں نہ ڈال دے انہیں	عَلَىٰ خَوْفٍ مِّن فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِمْ أَن يَفْتِنَهُمْ
اور بے شک فرعون یقیناً سرکشی کرنے والا تھا زمین میں	وَإِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْأَرْضِ
اور بے شک وہ یقیناً حد سے گزرنے والوں میں سے تھا۔	وَإِنَّكَ لَمِنَ الْمُسْرِفِينَ ۝۸۳
اور فرمایا موسیٰؑ نے اے میری قوم!	وَقَالَ مُوسَىٰ يُقَوْمُ

اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر	اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ
تو اُسی پر بھروسہ کرو	فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْا
اگر تم فرماں بردار ہو۔	اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ﴿۸۳﴾
پس اُنہوں نے کہا اللہ پر ہی ہم نے بھروسہ کیا ہے	فَقَاوُا عَلٰی اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا
اے ہمارے رب! نہ بنا ہمیں ذریعہ آزمائش ظالم قوم کے لیے۔	رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۵﴾
اور بچالے ہمیں اپنی رحمت سے کافر لوگوں سے۔	وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِّنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ ﴿۸۶﴾

ان آیات میں بیان کیا گیا کہ حضرت موسیٰ کا اول اول ساتھ دینے والے اُن کی قوم کے چند نوجوان تھے۔ قوم کے سن رسیدہ لوگوں کو اس کی توفیق نصیب نہ ہوئی۔ اُن پر مصلحت پرستی اور دنیوی اغراض کی بندگی اور عافیت کو شنی کچھ اس طرح چھائی رہی کہ وہ حق کا ساتھ دینے پر آمادہ نہ ہوئے۔ وہ فرعون اور اپنی قوم میں موجود فرعون کے ایجنٹ سرداروں کے ظلم و ستم سے خوف زدہ ہو گئے اور حق کی خطرات سے پُر راہ پر چلنے کی ہمت نہ کر سکے۔ حضرت موسیٰ نے قوم کی ہمت افزائی کی اور فرمایا کہ تمہارے اسلام اور ایمان کا تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ رکھو اور فرعون کے ظلم و ستم سے ڈر کر حق کا ساتھ دینے کی سعادت سے محروم نہ رہو۔ پھر حق کا ساتھ دینے والے قوم کے باہمت نوجوانوں نے ایسی دعا کی جو ہر دور میں راہِ حق میں ظلم و ستم برداشت کرنے والے مومنوں کے لیے سہارا ہے :

عَلٰی اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِّنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ
 "اللہ پر ہی ہم نے بھروسہ کیا ہے۔ اے ہمارے رب! نہ بنا ہمیں ذریعہ آزمائش ظالم قوم کے لیے اور
 بچالے ہمیں اپنی رحمت سے کافر لوگوں سے۔"

آیت

حضرت موسیٰ کا قبلہ بھی خانہ کعبہ تھا

اور ہم نے وحی کی موسیٰ اور اُن کے بھائی کی طرف	وَ اَوْحَيْنَا اِلٰى مُوسٰى وَاَخِيْهِ
تم دونوں مقرر کرو اپنی قوم کے لیے مصر میں کچھ گھر	اَنْ تَبْنُوْا لِقَوْمِكُمْ بِمِصْرَ بِيُوتًا
اور بناؤ اپنے گھروں کو قبلہ رخ	وَاجْعَلُوْا بِيُوتَكُمْ قِبْلَةً
اور قائم کرو نماز	وَاقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
اور خوش خبری دے دو مومنوں کو۔	وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٧﴾

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارونؑ کو دی جانے والی اس ہدایت کا بیان ہے کہ چند گھروں کو قبلہ رخ بنا کر مساجد کا درجہ دیجیے اور باجماعت نماز کا نظام قائم کیجیے۔ نماز کے قیام کا حکم دراصل ایک بکھری ہوئی مسلمان قوم کی منتشر طاقت کو از سر نو منظم کرنے اور اُس قوم میں دینی روح کو پھر سے زندہ کرنے کی طرف پہلا قدم تھا۔ پھر نماز کے ذریعہ قوم کو اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہوگی اور وہ آل فرعون کے ظلم و ستم کے مقابلہ میں ثابت قدم رہ سکے گی۔ جو لوگ پوری روح کے ساتھ نماز قائم کریں گے انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حسین انجام کی بشارت دی گئی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اُس وقت قبلہ کون سا تھا جس کے رخ پر نماز گاہوں کو بنانے کا حکم دیا گیا؟ بیت المقدس میں ہیکل سلیمانی تو حضرت سلیمانؑ نے حضرت موسیٰؑ کے تقریباً تین سو سال بعد تعمیر کیا تھا جسے بعد میں یہود نے قبلہ بنا لیا۔ اس آیت میں جس قبلہ کا ذکر ہے وہ خانہ کعبہ ہے جسے اولاً حضرت آدمؑ نے تعمیر کیا تھا اور جس کی تعمیر نو حضرت ابراہیمؑ نے کی تھی۔

آیات تا

حضرت موسیٰؑ کی آلِ فرعون کے خلاف بددعا

وَقَالَ مُوسَىٰ رَبَّنَا	اور عرض کی موسیٰؑ نے اے ہمارے رب!
إِنَّكَ أَتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَآئِهِ زِينَةً وَأَمْوَالًا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا	بے شک تو نے دیا ہے فرعون اور اُس کے سرداروں کو سامانِ آرائش اور مال و دولت دنیوی زندگی میں
رَبَّنَا لِيُضِلُّوا عَنْ سَبِيلِكَ	اے ہمارے رب! (کیا اس لیے) کہ وہ گم راہ کریں تیری راہ سے
رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَىٰ أَمْوَالِهِمْ	اے ہمارے رب! برباد کر دے اُن کے مال
وَأَشْدُدْ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ	اور سخت کر دے اُن کے دل
فَلَا يُؤْمِنُوا	سو وہ ایمان نہ لائیں
حَتَّىٰ يَرَوْا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۝۸۹	یہاں تک کہ دیکھ لیں دردناک عذاب۔
قَالَ قَدْ أُجِيبْتُ دَعْوَتُكُمْ	فرمایا اللہ نے قبول کر لی گئی تم دونوں کی دعا
فَاسْتَقِيمَا	تو اب تم دونوں ثابت قدم رہنا
وَلَا تَتَّبِعَنَّ سَبِيلَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝۹۰	اور ہر گز پیروی نہ کرنا اُن لوگوں کے راستے کی جو نہیں جانتے۔

ان آیات میں حضرت موسیٰؑ کی فرعون اور اُس کے سرداروں کے خلاف بددعا کا بیان ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے اُن کی اصلاح کی ہر ممکن کوشش کی لیکن فرعونیوں کے ظلم و ستم بڑھتے ہی چلے گئے۔ جب حضرت موسیٰؑ اُن کی طرف سے مایوس ہو گئے تو دکھی دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد کی کہ اے ہمارے رب! تو نے فرعون اور اُس کے سرداروں کو جو مال و دولت اور شان و شوکت دی ہے اس سے وہ لوگوں کو گم راہ کر رہے ہیں۔ اے ہمارے رب! اُن کے مال برباد کر دے اور اُن کے دل سخت کر دے۔ اب وہ ایمان نہ لائیں جب تک کہ دردناک عذاب کا مزہ نہ چکھ لیں۔ اللہ تعالیٰ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اے موسیٰؑ تمہاری بددعا قبول ہوئی۔ عن قریب آل فرعون کو ہلاک کر دیا جائے گا۔ حق کی راہ میں ڈٹے رہو اور جو لوگ حقیقت کو نہیں جانتے اور اللہ تعالیٰ کی مصلحتوں کو نہیں سمجھتے اُن کی پیروی نہ کرنا۔ ایسے لوگ باطل کے مقابلہ میں حق کی کم زوری اور اہل حق کی وقتی ناکامیوں کو دیکھ کر یہ گمان کرنے لگتے ہیں کہ شاید اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہے کہ اُس کے باغی دنیا پر چھائے رہیں۔ پھر وہ نادان لوگ اپنی بدگمانیوں کی بنا پر یہ نتیجہ نکال بیٹھتے ہیں کہ اقامتِ حق کی سعی لا حاصل ہے۔ اب مناسب یہی ہے کہ اُس ذرا سی دین داری پر راضی ہو کر بیٹھ رہا جائے جس کی اجازت کفر و فسق کے نظام میں مل رہی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ اور اُن کے پیروکاروں کو تاکید فرمائی کہ انہی ناموافق حالات میں کام کیے جاؤ۔ ہوشیار رہو کہ کہیں تمہیں بھی وہی غلط فہمی نہ ہو جائے جو ایسے حالات میں نادانوں کو لاحق ہو جایا کرتی ہے۔

آیات تا

فرعون کا عبرت ناک انجام

وَجُوزْنَا بِبَنِي إِسْرَءِيلَ الْبَحْرَ	اور ہم نے پار اتار ا بنی اسرائیل کو سمندر کے
فَاتَّبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَعَدُوًّا	پھر پیچھا کیا اُن کا فرعون اور اُس کے لشکروں نے سرکشی اور زیادتی کرتے ہوئے
حَتَّىٰ إِذَا أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ	یہاں تک کہ جب آپکڑا فرعون کو ڈوبنے نے

کہنے لگا میں ایمان لایا کہ بے شک کوئی معبود نہیں سوائے اُس کے جس پر ایمان لائے ہیں بنی اسرائیل	قَالَ اٰمَنْتُ اَنْهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْ اٰمَنْتُ بِہٖ بَنُوۡۤاۤیْرَٓءِیْلَ
اور میں فرماں برداروں سے ہوں۔	وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۙ
کیا اب؟	اَلَنْ
اور یقیناً تو نافرمانی کرتا ہی رہا اس سے پہلے	وَقَدْ عَصٰیْتَ قَبْلَ
اور تو تھا فساد کرنے والوں میں سے۔	وَ کُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ۙ
سو آج ہم محفوظ رکھیں گے تجھے تیرے جسم کے ساتھ	فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْکَ بِمَا کَانَ
تاکہ تو ہو جائے اُن کے لیے جو تیرے بعد ہوں گے (عبرت کی) نشانی	لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلَفَکَ اٰیَةً
اور بے شک بہت سے لوگ ہماری نشانیوں سے یقیناً غافل ہیں۔	وَ اِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنِ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ۙ

۱۳

یہ آیات فرعون کی ہلاکت کا واقعہ بیان کر رہی ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے معجزے کے ذریعہ بنی اسرائیل کو سمندر کے پار اتار دیا تو فرعون اور اُس کے لشکروں کو سمندر کی موجوں نے گھیر لیا۔ اب فرعون کو موت سامنے نظر آئی تو اُس نے فوراً ایمان لانے اور اپنے مسلمان ہونے کا اقرار کیا۔ اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے جب موت کا فرشتہ سامنے آجائے تو اب ایمان لانا یا توبہ کرنا فائدہ مند نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے فرعون! تیری لاش کو ہم محفوظ رکھیں گے تاکہ تو رہتی دنیا تک لوگوں کے لیے ایک نشانِ عبرت بن جائے۔ فرعون کی لاش قاہرہ کے میوزیم میں محفوظ ہے اور دیکھنے والوں کے لئے نشانِ عبرت ہے۔ افسوس! لوگوں کی اکثریت عبرت حاصل کرنے سے محروم ہی رہتی ہے۔

آیت

جان بوجھ کر حق سے اختلاف کرنے والوں پر اللہ کی ناراضی

وَلَقَدْ بَوَّأْنَا بَنِي إِسْرَءِيلَ مَبَوءًا صَدِيقٍ	اور یقیناً ہم نے عطا فرمایا بنی اسرائیل کو باعزت ٹھکانا
وَرَزَقْنَاهُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ	اور رزق دیا انہیں پاکیزہ چیزوں میں سے
فَبَا اٰخْتَلَفُوْا حَتّٰی جَآءَهُمُ الْعِلْمُ	پھر انہوں نے اختلاف نہ کیا یہاں تک کہ آ گیا ان کے پاس علم
اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ	بے شک اے نبی! آپ کا رب فیصلہ فرمائے گا ان کے درمیان روز قیامت
فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿٩٣﴾	ان باتوں میں جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے۔

اس آیت میں بنی اسرائیل کی ناشکری کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر احسان کیا اور انہیں فرعون کے ظلم و ستم سے نجات دی۔ پھر فلسطین کے سرسبز و شاداب اور زرخیز علاقوں میں اقتدار بخشا۔ بار بار ان کی طرف انبیاءؑ کو بھیج کر ان پر حق اور اس کے تقاضے واضح کر دیے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ تعلیمات کو جان بوجھ کر نظر انداز کیا اور کچھ دوسری ہی بنیادوں پر اپنے اپنے فرقوں کی عمارتیں کھڑی کر لیں۔ گویا انہوں نے باہم اختلاف کر کے اپنے دین میں جو تفرقہ پیدا کیا وہ ناواقفیت کی بنا پر نہیں کیا بلکہ یہ سب کچھ ان کے اپنے نفس کی شرارتوں کا نتیجہ تھا۔ روز قیامت اللہ تعالیٰ ان کے بے بنیاد اختلافات کی حقیقت بے نقاب فرمادے گا۔

آیات تا

بنی اسرائیل کی راہ پر مت چلو

فَإِنْ كُنْتَ فِي شَكٍّ مِّمَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ	پھر (بافرض) اگر آپ ہیں شک میں (اے نبی!) اُس کتاب کے بارے میں جو ہم نے نازل کی ہے آپ کی طرف
فَسْأَلِ الَّذِينَ يَفْقَرُونَ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكَ	تو پوچھ لیجئے اُن سے جو پڑھتے ہیں کتاب آپ سے پہلے
لَقَدْ جَاءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ	یقیناً آچکا ہے آپ کے پاس حق آپ کے رب کی طرف سے
فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُبْتَرِينَ ۙ ۹۴	پس آپ ہر گز نہ ہوں شک کرنے والوں میں سے۔
وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الَّذِينَ كَذَبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ	اور ہر گز نہ ہوں اُن لوگوں میں سے جنہوں نے جھٹلایا اللہ کی آیات کو
فَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۙ ۹۵	ورنہ آپ ہو جائیں گے خسارہ پانے والوں میں سے۔
إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَةُ رَبِّكَ	بے شک وہ لوگ ثابت ہو گئی جن پر بات آپ کے رب (کے عذاب) کی
لَا يُؤْمِنُونَ ۙ ۹۶	وہ ایمان نہیں لائیں گے۔
وَلَوْ جَاءَتْهُمْ كُلُّ آيَةٍ	اور اگرچہ آجائے اُن کے پاس ہر نشانی
حَتَّى يَرَوْا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۙ ۹۷	یہاں تک کہ وہ دیکھ لیں دردناک عذاب۔

ان آیات میں نبی اکرم ﷺ کے توسط سے اہل ایمان کو ہدایت دی گئی کہ وہ بنی اسرائیل کی طرح اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی نافرمانی نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے برحق ہونے کے حوالے سے کوئی شک نہ کریں۔ سابقہ کتبِ آسمانی کی پیشین گوئیاں شاہد ہیں کہ

قرآن ہی برحق کلام ہے۔ اہل کتاب کے علماء میں چند ایسے صالحین موجود ہیں جو تصدیق کریں گے کہ جس چیز کی دعوت قرآن دے رہا ہے یہ وہی چیز ہے جس کی دعوت تمام پچھلے انبیاء دیتے رہے ہیں۔ اسی طرح اہل ایمان کو چاہیے کہ وہ عملی اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے کلام کی تکذیب نہ کریں یعنی اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تعلیمات سے رُخ نہ پھیریں۔ البتہ جن بد نصیبوں پر اللہ تعالیٰ کے قانونِ ہدایت و ضلالت کا اطلاق ہو چکا ہے وہ فرعون کی طرح ہر گز اصلاح پر آمادہ نہ ہوں گے خواہ اُن کے سامنے کوئی بھی دلیل کیوں نہ پیش کر دی جائے۔ ایسے بد نصیب دردناک عذاب کا سامنا کر کے رہیں گے۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر

مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

آیت

توبہ سے عذاب ٹل جاتا ہے... قومِ یونسؑ کی مثال

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ أَمِنَتْ	تو ایسا کیوں نہ ہوا کہ کوئی بستی ایمان لاتی
فَنَفَعَهَا إِيْمَانُهَا	تو نفع دیتا اُسے اُس کا ایمان
إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ	سوائے قومِ یونس کے
لَمَّا آمَنُوا	جب وہ ایمان لے آئے
كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا	تو ہم نے دور کر دیا اُن سے رسوائی کا عذاب دنیا کی زندگی میں
وَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ ۝۹	اور مال و متاع سے نوازا اُنہیں ایک مدت تک۔

اس آیت میں ایک خوش خبری دی گئی کہ اگر کوئی بگڑی ہوئی قوم عذابِ الہی کے ظاہر ہونے سے پہلے سچی توبہ کر لے تو اس پر سے عذابِ الہی ہٹا دیا جاتا ہے۔ حضرت یونسؑ کی قوم جب کفر اور نافرمانیوں میں حد سے گزر گئی تو حضرت یونسؑ نے انہیں عذاب آنے کی وعید سنائی۔ اس وعید سے وہ لوگ ڈر گئے اور انہوں نے کھلے میدان میں نکل کر روتے اور گڑ گڑاتے ہوئے پُر خلوص توبہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر سے آیا ہوا عذاب ہٹا دیا اور انہیں دنیا میں اپنی نعمتوں سے سرفراز فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی گناہوں کو چھوڑنے اور اپنی بارگاہ میں سچی توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات تا

ایمان اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ملتا ہے

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ	اور اے نبی! اگر چاہتا آپ کا رب
لَأَمَنَّ مِنَ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا	تو ضرور ایمان لے آتے وہ لوگ جو زمین میں ہیں سب کے سب
أَفَأَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ	تو کیا آپ مجبور کریں گے لوگوں کو
حَتَّىٰ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ۝۹۹	یہاں تک کہ وہ ہو جائیں مومن۔
وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تُؤْمِنَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ	اور نہیں ممکن کسی فرد کے لیے کہ وہ ایمان لائے مگر اللہ کے حکم سے
وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ۝۱۰۰	اور اللہ ڈالتا ہے (کفر کی) نجاست ان پر جو غور نہیں کرتے۔

ان آیات میں نبی اکرم ﷺ کی دل جوئی کی گئی ہے۔ ارشاد ہوا کہ اے نبی ﷺ! آپ ﷺ کی شدید خواہش ہے کہ کفار ایمان لے آئیں لیکن آپ ﷺ زبردستی کسی کے دل میں ایمان داخل نہیں کر سکتے۔ دیگر نعمتوں کی طرح ایمان کی نعمت بھی اللہ

تعالیٰ ہی کے فضل سے ملتی ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں پر غور نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ بے یقینی اور کفر کی گندگی اُن پر ڈال دیتا ہے اور اُنہیں ایمان کی پاکیزہ نعمت سے محروم کر دیتا ہے۔

آیات تا

ایمان اللہ تعالیٰ کی آیات پر غور و فکر سے حاصل ہوتا ہے

قُلْ اَنْظُرُوا مَا ذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۱۱	اے نبی! فرمائیے دیکھو کیا کچھ ہے آسمانوں اور زمین میں
فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ	اور فائدہ نہیں پہنچاتیں آیات اور خبردار کرنے والے اُس قوم کو جو ایمان نہیں لانا چاہتی۔
قُلْ فَاَنْتَظِرُوْا	پس وہ انتظار نہیں کر رہے مگر اُن لوگوں جیسے حالات کا جو گزر چکے ہیں ان سے پہلے
اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝۱۲	فرمائیے اچھا انتظار کرو
ثُمَّ نُنَبِّئُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	بے شک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں سے ہوں۔
كَذٰلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا نُنَبِّجُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۳	پھر ہم بچا لیتے ہیں اپنے رسولوں کو
	اور اُن لوگوں کو جو ایمان لائے
	اسی طرح ذمہ ہے ہمارے کہ ہم بچالیں مومنوں کو۔

یہ آیات رہ نمائی دے رہی ہیں کہ ایمان کے حصول کا ذریعہ ہے اللہ تعالیٰ کی آیات پر غور و فکر۔ انسان اپنے چہار طرف دیکھے کہ کیسی کیسی نشانیاں اللہ تعالیٰ کی معرفت کا پتا دے رہی ہیں۔

کھول آنکھ زمیں دیکھ فلک دیکھ فضا دیکھ

مشرق سے ابھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ

البتہ جو بد نصیب قدرت کے ان شاہ کاروں پر غور و فکر نہیں کرتے وہ دراصل سابقہ سرکش قوموں کی طرح اللہ تعالیٰ کے عذاب ہی کا انتظار کر رہے ہیں۔ فرعون کی طرح اُن کی آنکھیں صرف اُس وقت کھلیں گی جب اللہ تعالیٰ کا قہر و غضب اپنی ہول ناک سخت گیری کے ساتھ اُن پر ٹوٹ پڑے گا۔ البتہ عین گرفتاری کے موقع پر جو توبہ کی جائے وہ قبول نہیں کی جاتی۔ ایسے لوگ آگاہ ہو جائیں کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب اُن پر جلد آنے والا ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ عذاب سے اپنے رسولوں اور اہل ایمان کو محفوظ رکھتا ہے۔

آیات تا

حق اور باطل میں سمجھوتا نہیں ہو سکتا

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ	اے نبی! فرمائیے لوگو!
إِنْ كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِنْ دِينِي	اگر تم ہو شک میں میرے دین کے بارے میں
فَلَا أَعْبُدُ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ	تو میں عبادت نہیں کرتا اُن کی جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا
وَلَكِنْ أَعْبُدُ اللَّهَ الَّذِي يَتَوَقَّعُكُمْ	اور لیکن میں عبادت کرتا ہوں اللہ کی جو موت دیتا ہے تمہیں

اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ہو جاؤں مومنوں میں سے۔	وَأُمرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۱۰۳
اور آپؐ اپنا رخ سیدھا کر لیجیے دین کی طرف یک سو ہو کر	وَأَنْ أَقِمَّ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا
اور ہر گز نہ ہوں شرک کرنے والوں سے۔	وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۱۰۵
اور مت پکاریے اللہ کے سوا اُن کو جو نہ نفع دے سکتے ہیں	وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ
آپؐ کو اور نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں آپؐ کو	فَإِنْ فَعَلْتَ
پھر اگر بالفرض آپؐ نے ایسا کیا	فَأِنَّكَ إِذًا مِنَ الظَّالِمِينَ ۱۰۶
تو بے شک آپؐ اُس وقت انصاف نہ کرنے والوں میں سے ہوں گے۔	

ان آیات میں قریش کی طرف سے نبی اکرم ﷺ کے لیے ایک مصالحت کی پیش کش کا ذکر ہے۔ مکی دور کے آخر میں سردارانِ قریش نبی اکرم ﷺ کو دعوت دے رہے تھے کہ آپ ﷺ ایک معین عرصہ تک ہمارے ساتھ ہمارے بتوں کی پرستش کریں۔ پھر ہم اتنے ہی عرصہ آپ ﷺ کے ساتھ آپ کے معبودِ واحد کی عبادت کریں گے۔ ان آیات میں سردارانِ قریش کو آگاہ کیا گیا کہ کان کھول کر سن لو کہ اس قسم کی مصالحت ناممکن ہے۔

باطل دوئی پسند ہے، حق لاشریک ہے

شرکت میانہ حق و باطل نہ کر قبول

نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ اعلان کر دیں کہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی ہستی کی پرستش نہیں کروں گا اور نہ ہی کسی ایسے معبود کو پکاروں گا جو میرے لیے کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔ حقیقی معبود صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جو تمہیں ایک یقینی شے یعنی موت سے دوچار کرے گا۔ کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور ایسا ہے جو تمہیں موت سے بچا سکے؟ پھر کیوں بے بس اور لاچار مخلوقات کو معبود بناتے ہو؟

آیت

نبی اکرم ﷺ کی اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کا بیان

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ	اور اے نبی! اگر پہنچائے آپ کو اللہ کوئی تکلیف
فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ	تو نہیں ہے کوئی دور کرنے والا اُسے مگر وہی
وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ	اور اگر وہ ارادہ کرے آپ کے ساتھ بھلائی کا
فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ	تو نہیں ہے کوئی پھیرنے والا اُس کے فضل کو
يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ	وہ پہنچاتا ہے اس فضل کو جسے وہ چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے
وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿۱۰﴾	اور وہی بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

۱۰

اس آیت میں نبی اکرم ﷺ کی اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی و بے بسی کا بیان ہے۔ ارشاد ہوا کہ اے نبی ﷺ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو کوئی تکلیف دینا چاہے تو اُسے کوئی دور نہیں کر سکتا مگر وہی۔ اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر کوئی عنایت کرنا چاہے تو اُسے کوئی روک نہیں سکتا۔ اس مضمون کی آیات نے اس بات کا امکان ختم کر دیا کہ مسلمان نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کر دیں جیسا کہ سابقہ قوموں نے اپنے رسولوں کے ساتھ ظلم کیا۔ پھر جس انسان کو یہ پختہ یقین حاصل ہو جائے کہ نفع اور نقصان پہنچانے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے تو وہ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارے گا اور شرک کے جرم سے بچ جائے گا۔

آیات تا

قرآن کا دو ٹوک اعلان

قُلْ يَٰ أَيُّهَا النَّاسُ	اے نبی! فرمائیے اے لوگو!
قَدْ جَاءَكُمْ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ	یقیناً آگیا ہے تمہارے پاس حق تمہارے رب کی طرف سے
فَمَنِ اهْتَدَىٰ	تو جو ہدایت قبول کرتا ہے
فَأَنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ	تو بے شک وہ ہدایت قبول کرتا ہے اپنے ہی بھلے کے لیے
وَمَنْ ضَلَّ	اور جو گم راہ ہوتا ہے
فَأَنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا	تو بے شک وہ گم راہ ہوتا ہے اپنی ہی تباہی کے لیے
وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ ﴿۱۸﴾	اور میں تم پر نگران نہیں ہوں۔
وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ	اور آپ پیروی کیجیے اُس کی جو وحی کی جاتی ہے آپ کی طرف
وَاصْبِرْ حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ	اور صبر کیجیے یہاں تک کہ فیصلہ فرمادے اللہ
وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ﴿۱۹﴾	اور وہ بہترین فیصلہ فرمانے والا ہے۔

یہ آیات اعلان کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے قرآن حکیم کی صورت میں حق نازل کر دیا ہے۔ اب انسانوں کو اسے قبول کرنے یا نہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ حق قبول کریں گے تو اپنی ہی جنت کو سنواریں گے۔ حق قبول نہیں کریں گے تو اپنے ہی لیے جہنم کی آگ کو بھڑکائیں گے۔ نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ ﷺ قرآن حکیم کی پیروی کرتے رہیں اور کوئی دھمکی یا تشدد، مرغوباتِ نفس کی کوئی پیش کش اور سودے بازی کی کوئی دعوت آپ ﷺ کو راہِ حق سے ہٹانہ سکے۔ ہر حال میں حق پر ڈٹے رہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق و باطل کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے۔

سورہ ہود

نبی اکرم ﷺ کو بوڑھا کرنے والی سورہ مبارکہ

اس سورہ مبارکہ کے حوالے سے ایک حدیث نبوی ﷺ ہے:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ شُبِّتَ هُودٌ وَالْوَاقِعَةُ وَالْمُرْسَلَاتُ وَعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ
وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ پر بڑھاپے کے آثار نظر آرہے ہیں! آپ ﷺ نے فرمایا "مجھے سورہ ہود، سورہ واقعہ، سورہ مرسلات، سورہ نباء اور سورہ تکویر نے بوڑھا کر دیا ہے"۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات تا اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور بندوں کی ناشکری
- آیات تا رسولوں کی اپنی قوموں کے ساتھ کشمکش
- آیات تا ایمان بالآخرت
- آیات تا اہل ایمان کے لیے ایمان افروز ہدایات
- آیات تا نافرمانوں کے لیے وعید

آیت

آیات قرآنی کا اسلوب

الر	الف۔ لام۔ ر
-----	-------------

یہ وہ کتاب ہے حکمت سے بھر دی گئیں جس کی آیات	كِتَابٌ اُحْكِمَتْ آيَتُهُ
پھر اُن کی وضاحت کر دی گئی ہے ایک کمال حکمت والی، بڑی ہی باخبر ذات کی طرف سے۔	ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ ①

اس آیت میں قرآن حکیم کی آیات کے اس اسلوب کو نمایاں کیا گیا ہے کہ ابتداء میں بڑی جامع آیات نازل ہوئیں جو حکمت سے لبریز اور بڑے گہرے مفہوم کی حامل تھیں۔ گویا اُس کوزے کی مانند تھیں جس میں دریا سمودیا گیا ہو۔ بعد ازاں پھر ایسی آیات نازل ہوئیں جنہوں نے ابتدائی آیات کے مضامین کو کھول کھول کر واضح کر دیا۔

آیات تا

قرآن حکیم کی دعوت

یہ کہ تم عبادت نہ کرو مگر اللہ ہی کی	اَلَا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ
بے شک میں تمہارے لیے اُس کی طرف سے خبردار کرنے والا اور خوش خبری دینے والا ہوں۔	اِنِّیْ لَکُمْ مِنْهُ نَذِیْرٌ وَّ بَشِیْرٌ ①
اور یہ کہ تم بخشش مانگو اپنے رب سے	وَ اَنْ اَسْتَغْفِرَ وَاَرْبُکُمْ
پھر رجوع کرو اُسی کی طرف	ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَیْهِ
وہ نوازے گا تمہیں اچھے سامانِ زندگی سے ایک وقت مقررہ تک	یُسَبِّحُکُمْ مِّنَّا عَا حَسَنًا اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی
اور دے گا ہر فضیلت والے کو اُس کی فضیلت	وَّ یُوْتِیْ کُلَّ ذِیْ فَضْلٍ فَضْلَهُ
اور اگر تم پھر گئے تو بے شک میں ڈرتا ہوں تم پر بڑے	وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّیْ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ

کَبِيرٌ ②	دن کے عذاب سے۔
إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ	اللہ ہی کی طرف تمہارا لوٹنا ہے
وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ③	اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

ان آیات میں قرآن حکیم کی دعوت کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے۔ پوری نوعِ انسانی کو دعوت دی گئی کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی بندگی کرے۔ اُس سے اپنے گناہوں پر بخشش مانگے، گناہوں کو چھوڑ کر اُسی سے لو لگائے اور ہر معاملہ میں اُس کی تعلیمات کو یاد رکھے۔ ایسا کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں سے نوازے گا۔ انہیں دنیا میں رزقِ حلال، رزق میں برکت اور سکھ و چین عطا کرے گا۔ پھر جو زیادہ نیکیاں کرے گا اُسے آخرت میں زیادہ اجر و ثواب اور جنت کے دائمی انعامات سے نوازے گا۔ جس نے یہ دعوت قبول نہ کی تو پھر وہ ایک بڑے دن کے عذاب کا سامنا کرنے کے لیے تیار ہو جائے۔ تمام لوگ آگاہ ہو جائیں کہ وہ چاہیں یا نہ چاہیں انہیں بہر حال اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور دنیا میں اپنے کردار کے حوالے سے جواب دہی کرنی ہے۔

آیت

قرآن کی دعوت اور مشرکین کا ردِ عمل

أَلَا إِنَّهُمْ يَنْتُونُ صُدُورَهُمْ	سنو! بے شک وہ دھڑکتے ہیں اپنے سینوں کو
لِيَسْتَخْفُوا مِنْهُ	تاکہ وہ چھپے رہیں اللہ سے
أَلَا حِينَ يَسْتَغْشُونَ ثِيَابَهُمْ	سنو! جب وہ اوڑھ لیتے ہیں اپنے کپڑے
يَعْلَمُ مَا يُسْرُونَ وَمَا يُعْلِنُونَ	وہ جانتا ہے جو وہ چھپاتے اور جو ظاہر کرتے ہیں
إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ⑤	بے شک وہ خوب جاننے والا ہے سینوں کی بات کو۔

جب مشرکین رسول اللہ ﷺ سے قرآن حکیم کی دعوت سنتے ہیں تو اُن کے دل اس دعوت کے برحق ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔ اب وہ بظاہر ایسا تاثر دینے کے لیے کہ اُن پر اس دعوت کا کوئی اثر نہیں ہوا اپنا سینہ دھرا کرتے اور اپنی چادر اوڑھ کر چل دیتے۔ اُنہیں بتایا گیا کہ تم اداکاری کر کے اللہ تعالیٰ کو دھوکا نہیں دے سکتے۔ وہ خوب جانتا ہے کہ تم کیا ظاہر کر رہے ہو اور کیا چھپا رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ تو ہر انسان کے سینہ میں چھپے ہوئے رازوں سے بھی واقف ہے۔
